الدّر الفرید فی اثبات التقلید



اس رسالہ میں: قرآن کریم کی: ۱۱/آیات، اور آپ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی ۳۹/احادیث اور آثار سے مطلق اور شخصی تقلید کا ثبوت پیش کیا گیا ہے۔ اپنے موضوع پر ایک مختصر و مفید رسالہ ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

عرض مرتب......تقلید پر علماء امت کے رسائل کی فہرست

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله و كفى ، و سلام على عباده الذين اصطفى ، اما بعد !

تقلید کی ضرورت اور اہمیت پر ہمارے بزرگوں نے مفید کتابیں اور رسائل لکھے ہیں، مثلاً:

(۱)......العقد الفرید فی جواز التلقید ۔از: علامہ حسن شرنبلالی رحمہ اللہ۔

(۲)......نظام الاسلام ۔از: حضرت مولانا مفتی قطب الدین خان صاحب ۔(غالبا)

(۳)......عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید ۔از: حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ۔

(۴)......الانصاف فی بیان سبب الاختلاف ۔از: حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ۔

(۵)......سبیل الرشاد ۔از: حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ۔

(۶)......ایضاح الادلہ ۔از: حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ۔

(۷)......الادلۃ الکاملۃ ۔از: حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ۔

(۸)......فصل الخطاب فی مسألۃ ام الکتاب ۔از: حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمہ اللہ۔

(۹)......الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد ۔از: حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ۔

(۱۰)......الکلام الفرید فی التزام التقلید ۔از: حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ۔

(۱۱)......مقدمہ مواہب رحمانی ترجمہ میزان شعرانی ۔از: حضرت مولانا محمد حیات صاحب سنبھلی رحمہ اللہ۔

(۱۲)......خیر التنقید فی سیر التقلید ۔از: حضرت مولانا خیر محمد جالندھری صاحب رحمہ اللہ۔

(۱۳)......تنویر الحق ۔از: حضرت مولانا خیر محمد جالندھری صاحب رحمہ اللہ۔

(۱۴)......مسئلہ تقلید شخصی۔از: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ۔

(۱۵)......فلسفۂ تقلید واجتہاد۔از: حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب تھانوی رحمہ اللہ۔

(۱۶)......اجتہاد وتقلید۔از: حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ۔

(۱۷)......تقلید کی شرعی ضرورت۔از: حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ

(۱۸)......الکلام المفید فی اثبات التقلید۔از: حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب رحمہ اللہ

(۱۹)......السبک الفرید لسلک التقلید۔از: حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ۔

(۲۰)......تحقیق مسئلہ تقلید۔(۲۱)......تقلید کی برکات اور ترک تقلید کے نقصانات۔

(۲۲)......امام شعرانی اور تقلید۔از: حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمہ اللہ

(۲۳)......تقلید کی شرعی حیثیت۔از: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم۔

ان میں چند رسائل راقم کی نظر سے بھی گذرے ہیں، بعض بہت تفصیلی ہیں اور بعض مختصر، اس لئے کسی نئے رسالہ یا تصنیف کی ضرورت نہیں تھی مگر مجھے اپنے رسائل کے سلسلہ: ''مرغوب الادلة من الاحادیث النبویة علی مسلک الحنفیة ''میں ایک مضمون یہ بھی شامل کرنا تھا، اس لئے صرف چند آیات اور احادیث وآثار کو جمع کر کے یہ مختصر رسالہ مرتب کیا گیا ہے۔ اور کوشش کی گئی کہ صرف آیات اور احادیث پر اکتفا کیا جائے، اکابر کی عبارتیں عمداً ترک کی گئیں کہ مقصود منکر تقلید کے لئے دلائل کا اثبات ہے، وہ بزعم خود قرآن و حدیث پر عمل کا مدعی ہے، اس کے سامنے اکابر کی عبارتیں بظاہر کوئی فائدہ مند نہیں، (گرچہ قرآن وحدیث کے یہ دلائل بھی شاید ان کو بجائے غور وفکر کے جواب دہی پر ابھار نہ دیں)، آیات کی تفسیر اور احادیث کی تشریح میں بعض جگہ مختصر طور پر کچھ لکھا گیا ہے، تفصیل کے

طالب کے لئے’’ تقلید کی شرعی حیثیت‘‘ (از: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم اورالکلام المفید فی اثبات التقلید ۔(حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب رحمہ اللہ) کا مطالعہ مفید ہوگا۔

قرآن و حدیث کے دلائل میں بھی حتی الامکان اختصار کو ملحوظ رکھا گیا، ورنہ حضرات صحابہ و تابعین کے فتاوی بھی تقلید کے دلائل میں جمع کئے جا سکتے ہیں، اس لئے کہ تقلید کی تعریف یہ ہے کہ:

تقلید کی تعریف

بغیر حجت اور دلیل کے غیر کے قول کو قبول کرنا تقلید ہے، حجت سے مراد ہے: کتاب‘ سنت‘ اجماع اور قیاس، ورنہ مجتہد کا قول مقلد کی دلیل ہے، جیسا کہ عام آدمی کا مفتی اور مجتہد سے مسئلہ معلوم کرنا۔ (فواتح الرحموت ص۴۰۰ ج ۲ ،مطبوعہ :مطبعہ امیریہ کبری بولاق‘ مصر)

انسان اپنے غیر کی اس کے قول اور فعل میں اتباع کرے اس اعتقاد کے ساتھ کہ وہ برحق ہے‘ دلیل میں غور وفکر اور تامل کئے بغیر، گویا کہ اتباع کرنے والے نے اپنے غیر کے قول اور فعل کا قلادہ (ہار) اپنے گلے میں لٹکا لیا، اور بلا دلیل غیر کے قول کو قبول کرنا تقلید ہے۔ (التعریفات ص ۴۸ ،مطبوعہ: دارالفکر‘ بیروت ۔تبیان القرآن ص ۴۳۲ ج ۶)

حضرات صحابہ کے فتاوی کتب احادیث میں اس کثرت سے نقل کئے گئے ہیں کہ کوئی ان کو جمع کرے تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہوسکتی ہیں، اور صاحب تبیان القرآن نے بطور نمونہ ایک سو فتاوی کو جمع بھی کیا ہے۔ (تبیان القرآن ص ۴۳۵ ج ۶)

اللہ تعالی اس مختصر رسالہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت اور ذریعہ نجات بنائے ،آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

تقلید کا ثبوت قرآن کریم سے

تقلید کے ثبوت میں سب سے پہلے قرآن کریم کی چند آیتیں پیش کرنا مناسب ہے:

(۱)......﴿ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ☆ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ﴾۔

ترجمہ:......ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما۔ ان لوگوں کے راستے کی جن پر آپ نے انعام کیا ہے۔ (سورۂ فاتحہ، آیت نمبر:۶/۵)

تفسیر:......اللہ تعالی نے خود صراط مستقیم کی دعا سکھائی، اور ساتھ ہی یہ بھی سکھایا کہ ان کا راستہ جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے۔ اور دوسری جگہ ان انعام یافتہ گروہ کی تشریح اس طرح ارشاد فرمائی:

﴿ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ ﴾۔

(پارہ:۵/سورۂ نساء، آیت نمبر:۶۹)

ترجمہ:......جن پر اللہ تعالی نے انعام فرمایا ہے، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔

تشریح:......اس دعا میں سیدھے راستہ کی طلب کرتے ہوئے انبیاء کے ساتھ صدیقین، شہداء اور صالحین کی تقلید کی دعا سکھائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ صراط مستقیم یہ ہے کہ ان حضرات کی اتباع اور تقلید کی جائے۔

(۲)......﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ ﴾۔

(پارہ:۵/سورۂ نساء، آیت نمبر:۵۹)

ترجمہ:......اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی بھی اطاعت کرو اور تم میں سے جو لوگ صاحبِ اختیار ہوں، ان کی بھی۔

(۳)......﴿ وَاِذَا جَآءَهُمۡ اَمۡرٌ مِّنَ الۡاَمۡنِ اَوِ الۡخَوۡفِ اَذَاعُوۡا بِهٖ ؕ وَلَوۡ رَدُّوۡهُ اِلَى الرَّسُوۡلِ

وَاِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ﴾۔

ترجمہ:......اور جب ان کو کوئی بھی خبر پہنچتی ہے، چاہے وہ امن کی ہو یا خوف پیدا کرنے والی، تو یہ لوگ اسے (تحقیق کے بغیر) پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اگر یہ اس (خبر) کو رسول کے پاس یا اصحاب اختیار کے پاس لے جاتے تو ان میں سے جو لوگ اس کی کھوج نکالنے والے ہیں وہ اس کی حقیقت معلوم کر لیتے۔ (پارہ:۵/سورۂ نساء، آیت نمبر:۸۳)

(۴)......﴿ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ﴾۔ (پارہ:۵/سورۂ نساء، آیت نمبر:۱۲۵)

ترجمہ:......اور جس نے سیدھے سچے ابراہیم (علیہ الصلوۃ والسلام) کے دین کی پیروی کی ہو،

(۵)......﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ﴾۔

(پارہ:۷/سورۂ انعام، آیت نمبر:۹۰)

ترجمہ:...... یہ لوگ (جن کا ذکر اوپر ہوا) وہ تھے جن کو اللہ نے (مخالفین کے رویے پر صبر کرنے کی) ہدایت کی تھی، لہذا (اے پیغمبر!) تم بھی انہی کے راستے پر چلو۔

(۶)......﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ لا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ﴾۔ (پ:۱۱/سورۂ توبہ، آیت نمبر:۱۰۰)

ترجمہ:......اور مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ پہلے ایمان لائے، اور جنہوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہو گئے ہیں، اور وہ ان سے راضی ہیں۔

(۷)......﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴾۔

(پارہ:۱۱/سورۂ توبہ، آیت نمبر:۱۱۹)

ترجمہ:......اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہا کرو۔

(۸)......﴿ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ

اِذَا رَجَعُوْآ اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ ﴾۔(پارہ:۱۱رسورۂ توبہ،آیت نمبر:۱۲۲)

ترجمہ:......لہٰذا ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک گروہ (جہاد کے لئے) نکلا کرے، تاکہ (جو لوگ جہاد میں نہ گئے ہوں) وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لئے محنت کریں، اور جب ان کی قوم کے لوگ (جو جہاد میں گئے ہیں) ان کے پاس واپس آئیں تو یہ ان کو متنبہ کریں، تاکہ وہ (گناہوں سے) بچ کر رہیں۔

(۹)......﴿ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾۔

(پارہ:۱۴رسورۂ نحل،آیت نمبر:۴۳۔ پارہ:۱۷رسورۂ انبیاء،آیت نمبر:۷)

ترجمہ:......اب اگر تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے تو جو علم والے ہیں ان سے پوچھ لو۔

تشریح:......اس آیت پر عدم تقلید کے قائلین کا اعتراض یہ ہے کہ اس آیت میں اہل ذکر سے مراد علمائے یہود ہیں، اس لئے یہاں سوال عام نہ ہوگا۔اس کا جواب یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ اور اہل عرب کے خانہ ساز عقائد کے رد میں فرمایا:

﴿ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَیْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا ﴾۔

(پارہ:۸ر،سورۂ انعام،آیت نمبر:۱۵۱)

ترجمہ:......(ان سے) کہو کہ: ”آؤ، میں تمہیں پڑھ کر سناؤں کہ تمہارے پروردگار نے (در حقیقت) تم پر کونسی باتیں حرام کی ہیں۔وہ یہ ہیں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ“۔

اس آیت میں خطاب مشرکین کو ہے، تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے ان چیزوں کی حرمت اس آیت سے ثابت نہ ہوگی، کیونکہ شان نزول میں فقط مشرکین ہی تھے۔

(۱۰)......﴿ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ﴾۔(پارہ:۱۹رسورۂ فرقان،آیت نمبر:۷۴)

ترجمہ:......اور ہمیں پرہیزگاروں کا سربراہ بنادے۔

تفسیر:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یعنی ہمیں ائمۃ التقوی بنادے، اور متقی لوگ ہماری اقتداء کریں۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس کا معنی یہ ہے کہ: ہمیں ایسا امام بنادے کہ ہم اپنے سے پہلے متقی مسلمانوں کی اتباع کریں، اور ہم اپنے بعد والوں کے امام ہوجائیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جو متقی مسلمان آپ کی نافرمانی سے اجتناب کرتے ہیں اور آپ کے عذاب سے ڈرتے ہیں، ہمیں ان کا امام بنادے۔

(جامع البیان ص ٦٨ جز:۱۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ تبیان القرآن ص ۲۷۸ ج ۸۔ نعم الباری فی شرح صحیح البخاری، ص ۲۹۷ ج ۱۶)

امام بخاری رحمہ اللہ اس آیت کو نقل کر کے فرماتے ہیں:

''ائمة نقتدی بمن قبلنا و یقتدی بنا مَن بعدنا''۔

(بخاری، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلی الله علیه وسلم ، کتاب الاعتصام ، قبل رقم الحدیث:۷۲۷۵)

ترجمہ:......ہم کو ایسا امام بنادے کہ ہم اپنے پہلوں کی اقتداء کریں اور ہمارے بعد کے لوگ ہماری اقتداء کریں۔

(۱۱)......﴿ وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ﴾۔ (پارہ:۲۱/سورۂ لقمان، آیت نمبر:۱۵)

ترجمہ:......اور ایسے شخص کا راستہ اپناؤ جس نے مجھ سے لو لگا رکھی ہو۔

(۱۲)......﴿ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ط وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴾۔

(پارہ:۲۱/سورۂ الم سجدہ، آیت نمبر:۲۴)

ترجمہ:......اور ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو، جب انہوں نے صبر کیا، ایسے پیشوا بنادیا جو

ہمارے حکم سے لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے،اوروہ ہماری آیتوں پریقین رکھتے تھے۔

تقلیداوراتباع کامعنی ایک ہے

تقلیداوراتباع ایک ہی چیز ہیں، زمانوں کے بدلنے سے اصطلاحات بدلتی ہیں،مگر اصطلاحات کے بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی، جیسے تصوف کو پہلے زہدواحسان کہتے تھے، قرآن وحدیث میں یہی الفاظ آئے ہیں۔حدیث جبرئیل میں لفظ احسان استعمال کیا گیا ہے،اورحدیث کی کتابوں میں''ابواب الزھد'' قائم کئے گئے ہیں۔مگرعرصہ بعدتصوف اورصوفی الفاظ استعمال کئے جانے لگے،جبکہ اللہ تعالی کے نیک بندے صوف یعنی اون کے کپڑے پہننے لگے۔اسی طرح پہلے لفظ اتباع استعمال ہوتا تھا،قرآن کریم میں یہی لفظ آیا ہے، پھرعرصہ کے بعدلفظ تقلید کااستعمال شروع ہوا،مگرحقیقت دونوں کی ایک ہی ہے۔

جوحضرات تقلیداوراتباع کونہیں مانتے ان کا خیال یہ ہے کہ تقلید بلا دلیل کسی بات کو قبول کرنے کا نام ہے،اوراتباع علی وجہ البصیرت قبول کرنے کا نام ہے۔

اگراس کو مان لیا جائے تو علی وجہ البصیرت کا کیا معنی؟اگراس سے مراد یہ ہے کہ ہرمسئلہ اوراس کی دلیل دونوں کوعلی وجہ البصیرت جانتا ہے تو پھراسے کسی کی اتباع کی کیا ضرورت ہے؟اتباع بھی وہاں ہوتی ہے جہاں علم سے محروم یاعلم کی کمی ہو۔

(تحفۃ الالمعی شرح سنن الترمذی ص۷۹ج۱۔ الکلام المفید فی اثبات التقلید ص۳۲)

خوداہل حدیث عالم مولانا میاں نذیرحسین دہلوی لکھتے ہیں:

آنحضرت ﷺ کی پیروی کواورمجتہدین کی اتباع کوتقلید کہنا مجوز(جائز) ہے۔

(معیارالحق ص۶۷۔ارمغان حق ص۳۰۴ج۱)

قرآن کریم کے بعدتقلید کے ثبوت کے لئے چنداحادیث نقل کی جاتی ہیں:

تقلید کا ثبوت احادیث سے

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی تقلید کا حکم

(۱)......عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ ، تَمَسَّكُوْا بِهَا وَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ۔

(ترمذی، باب [ما جاء فی] الاخذ بالسنة واجتناب البدعة ، رقم الحدیث:۲۶۷۶۔ابوداؤد، باب فی لزوم السنة ، رقم الحدیث:۴۶۰۷۔ابن ماجہ، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدین المهدیین ، رقم الحدیث:۴۳۔مشکوۃ، باب الاعتصام بالکتاب والسنة)

ترجمہ:......تمہارے اوپر میری سنت کی اتباع اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے طریقہ کی اتباع لازم ہے،اسی پر بھروسہ کرنا اوراسی کو مضبوطی سے پکڑے رہنا۔

(الرفیق الفصیح ص۳۰۹ج۳)

تشریح:......اس حدیث میں واضح طور پرخلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی تقلید کاحکم دیا گیا ہے،معلوم ہوا کہ تقلید کا ثبوت ہے۔

(۲)......وقال عمر بن عبد العزیز : سنّ رسول الله صلی الله علیه و سلم و ولاة الأمر بعده سننًا الأخذ بها تصدیق بکتاب الله ، واستعمال بطاعة الله ، و قوة علی دین الله ، لیس لاحد تغییرها ولا تبدیلها ولا النظر فی رأی من خالفها۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفی (صلی الله علیه وسلم) ص۲۶۸ج۲، الفصل الرابع : فیما ورد عن السلف والائمة من اتباع سنته والاقتداء بهدیه وسیرته)

ترجمہ:......حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ:حضور ﷺ اورآپ ﷺ کے بعدآپ ﷺ کے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے جوعمل جاری کیا، اس کے مطابق

عمل کرنا کتاب اللہ کی تصدیق، اللہ تعالیٰ کی اطاعت، اوراس کے دین کی تقویت پہنچانے کے مترادف ہے، اورکسی کوبھی اس میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے کا نہ تو اختیار ہے اور نہ اس کی رائے کے مخالف کسی رائے پرغور کرنے کا حق ہے۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفی (صلی اللہ علیہ وسلم) اردو، ص۲۲ ج ۲، فصل:۳، سلف صالحین)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقلید کا حکم

(۳)......**وقال صلى الله عليه وسلم : اصحابى كالنجوم فبأيّهم اقتديتم اهتديتم۔**

(مشکوۃ ۵۵۴، باب مناقب الصحابة رضى الله عنهم اجمعين ' الفصل الثالث)

ترجمہ:......آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں، ان میں سے تم جس کی تقلید کروگے ہدایت پاؤگے۔

تشریح:......اس حدیث میں واضح طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقلید کا حکم دیا گیا ہے، معلوم ہوا کہ تقلید کا ثبوت ہے۔

تمہارے بعد کے لوگ تمہاری تقلید کریں گے

(۴)......**عن ابى سعيد الخدرى : انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى فى اصحابه تأخّرا فقال لهم : تقدموا فأتَمّوا بى وليأتم بكم من بعدكم ، الخ۔**

(مسلم ص۱۸۲، باب تسوية الصفوف واقامتها وفضل الاول فالاول منها الخ ، رقم الحديث:۴۳۸

بخاری ص۹۹ ج۱، باب الرّجل يأتم بالامام ' ويأتمّ النّاس بالماموم ، قبل رقم الحديث:۷۱۳)

ترجمہ:......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو پیچھے دیکھا تو ان سے فرمایا: آگے آؤ اور میری اقتدا کرو، اور تمہارے بعد کے لوگ تمہاری اقتدا کریں گے۔

تشریح:......شارح بخاری حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

''و قیل معناه : تعلموا منی احکام الشریعة ' ولیعلم منکم التابعون بعدکم ' وکذلک اتباعهم الی انقراض الدنیا''۔(فتح الباری ص۱۷۱ج۲)

ترجمہ:......بعض حضرات نے اس حدیث کا مطلب یہ بتایا ہے کہ: تم مجھ سے احکام شریعت سیکھ لو، اور تمہارے بعد آنے والے تابعین تم سے سیکھیں گے، اور اسی طرح ان کے متبعین ان سے سیکھیں گے، اور یہ سلسلہ دنیا کے خاتمے تک چلتا رہے گا۔

سواد اعظم کی تقلید کا حکم

(۵)......انس بن مالک رضی الله عنه یقول : سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم : ان امتی لا تجتمع علی ضلالة ' فاذا رأیتم اختلافا ' فعلیکم بالسّواد الاعظم۔(ابن ماجہ ص۲۹۲، باب السّواد الاعظم ' کتاب الفتن ، رقم الحدیث:۳۹۵۰)

ترجمہ:......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: بیشک میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی، لہذا جب تم اختلاف دیکھو تو سواد اعظم کو لازم پکڑ لو۔

(۶)......عن ابن عمر رضی الله عنهما قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : اتّبعوا السّواد الاعظم ' فانّه من شَذَّ شُذَّ فی النّار۔

(مشکوۃ ص۳۰، باب الاعتصام بالکتاب والسنة ، رقم الحدیث:۱۶۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: بڑی جماعت کی پیروی کرو، جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ الگ کر کے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

تشریح:......اس حدیث میں واضح طور پر سواد اعظم کی تقلید کا حکم دیا گیا ہے، معلوم ہوا کہ تقلید کا ثبوت ہے۔

''اتبعوا السواد الاعظم'' کا صحیح اور درست مطلب

بڑے گروہ کی پیروی کرو، اس کا مطلب یہ ہے کہ حق کو اختیار کرو اور اس پر عمل کرو اگر چہ اس پر عمل کرنے والے کم ہوں اور مخالف زیادہ ہوں، اس لئے کہ وہ حق ہے جس پر پہلی جماعت یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم ہوں اور بعد صحابہ کے انبوہ باطل کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا ہے، جس کا مضمون یہ ہے کہ: ہدایت کی راہ مضبوطی سے اختیار کرو، اور اس پر چلنے والوں کی کمی کا کچھ ضرر نہیں، اور گمراہی کے راستے سے بچتے رہو، اور اس میں مبتلا ہونے کی کثرت سے دھوکا نہ کھاؤ۔

بعض سلف کا مقولہ ہے کہ: جب تم شریعت کے مطابق ہو جاؤ اور حقیقت کو سمجھ لو تو کچھ پرواہ نہ کرو اگر چہ ساری خلقت تمہاری رائے کے خلاف ہو جائے۔

(مجالس الابرار اردو ص ۱۷۳، مجلس ۱۸)

جس حدیث میں '' اتبعوا السواد الاعظم '' کا حکم آیا ہے، اس سے مراد اصول اعتقاد میں سواد اعظم کا اتباع لازم ہے، یعنی مسائل شرعیہ اعتقادیہ میں اختلاف ہو تو اس صورت میں اکثر کا اتباع کرنا چاہئے، کیونکہ اعتقادیات زمانہ خیر القرون میں مکمل ہو چکے ہیں۔

(امداد الاحکام ص ۲۸۲ ج ۴)

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ نے بھی سواد اعظم سے مراد کثرت نہیں لیا ہے۔

سوال:......سواد اعظم سے کیا مراد ہے؟ آیا اس سے متبع شریعت لوگ مراد ہیں یا عوام؟

جواب:......سواد اعظم سے مراد وہ جماعت ہے جس کی دلیل صحیح اور قوی ہو، زیادہ بھیڑ مراد نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ص ۳۵۷ ج ۲، مطبوعہ: ادارۃ الفاروق کراچی)

میرے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی اقتدا کرنا

(۷)......عن حذیفة قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر۔

(ترمذی ص ۲۰۷ ج ۲، باب [اقتدوا بالذین بعدی ابی بکر و عمر] ، رقم الحدیث:۳۶۶۲)

ترجمہ:......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرنا۔

(۸)......عن حذیفة قال : کنا جلوسا عند النبی صلی الله علیه وسلم فقال: انی لا ادری ما بقائی فیکم ' فاقتدوا بالذین من بعدی ، واشار الی ابی بکر و عمر۔

(ترمذی ص ۲۰۷ ج ۲، باب [اقتدوا بالذین بعدی ابی بکر و عمر] ، رقم الحدیث:۳۶۶۳۔

ابن ماجہ، باب فی فضائل اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم ، رقم الحدیث:۹۷)

ترجمہ:......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنا عرصہ تمہارے درمیان رہوں گا، پس تم میرے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرنا۔

آپ ﷺ کا فقہاء اور علماء عابدین کی تقلید کا حکم

(۹)......عن علی رضی الله عنه قال : قلت : یا رسول الله ! ان نزل بنا امرٌ لیس فیه بیان امر ولا نهی فما تأمرنی ؟ قال : شاوِروا فیه الفقهاء و العابدین ولا تمضوا فیه رأی خاصة۔

ترجمہ:...... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ: اگر ہمیں کوئی معاملہ ایسا پیش آجائے جس کے بارے میں (قرآن وسنت میں) نہ کوئی حکم موجود ہو نہ ممانعت تو اس بارے میں آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: فقہاء اور عابدین سے مشورہ کرو، اور اپنی رائے سے فیصلہ نہ کرو۔

(طبرانی (اوسط) ص۴۴۱ ج۱، رقم الحدیث:۱۶۱۸۔ مجمع الزوائد ص۱۷۸ ج۱، باب الاجماع ، رقم الحدیث:۱۷۵۹)

(۱۰)......عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال : قلت : یا رسول اللہ ! ارأیت ان عرض علینا امرٌ لم ینزل فیه القرآن ولم تمض فی سنة منک ؟ قال : تجعلونه شوری بین العابدین المؤمنین ' ولا تقضونه برأی خاصة۔

(طبرانی (اوسط) ص۴۴۱ ج۱، رقم الحدیث:۱۶۱۸۔ مجمع الزوائد ص۱۷۸ ج۱، باب الاجماع ، رقم الحدیث:۱۷۵۹۔ مجمع البحرین للهیثمی ص۲۲۵ ج۱)

ترجمہ:...... حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ: اگر کوئی ایسا معاملہ ہمارے سامنے آجائے جس کے بارے میں قرآن اور سنت میں کوئی حکم موجود نہ ہو تو اس بارے میں کیا کرنا چاہئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تم اسے عبادت گزار مؤمنوں کے مشورہ سے طے کرو، اور اپنا تنہا کوئی فیصلہ نہ کرو۔

شوہر کی تقلید پر آپ ﷺ کا نکیر نہ فرمانا

(۱۱)......عن معاذ قال : قال ان امرأة اتته ' فقالت : یارسول اللہ ! انطلق زوجی غازیا ' وکنت أقتدی بصلاته اذا صلی و بفعله کله ' فاخبرنی بعمل یبلغنی عمله حتی یرجع ، الخ ۔

ترجمہ:......حضرت سہل بن معاذ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت میں آئی، اور عرض کیا کہ: یارسول اللہ! میرے شوہر جہاد میں گئے ہیں، اور (جب وہ گھر پر تھے اور نماز پڑھتے تھے) تو میں نماز میں ان کی اقتداء کرتی تھی اور تمام عملوں میں ان کی پیروی کرتی تھی، اب مجھے کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے جو مجھے ان کے عمل (یعنی جہاد) کے برابر پہنچا دے، یہاں تک کہ وہ واپس آئیں۔

(مسند احمد ص۴۳۹ ج۳، مسند معاذ بن انس الجهنی رضی الله عنه، رقم الحدیث:۱۵۶۳۳۔ مجمع الزوائد ص، باب فضل الجهاد، کتاب الجهاد، رقم الحدیث:۹۴۱۴)

دین کے معاملہ میں اپنے سے اوپر والوں کی تقلید

(۱۲)......عن عبد الله بن عمر قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه و سلم یقول خصلتان من کانتا فیه کتبه الله شاکرا صابرا، ومن لم تکونا فیه لم یکتبه الله شاکرا ولا صابرا: من نظر فی دینه الی من هوفوقه فاقتدی به، ومن نظر فی دنیاه الی من هو دونه فحمد الله علی ما فضّله به علیه' کتبه الله شاکرا و صابرا، الخ۔

(ترمذی ص۴۳۹ ج۲، ابواب القیامة [باب انظروا الی من هو اسفل منکم] رقم الحدیث:۲۵۱۲)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جس شخص میں دو خصلتیں ہوں گی اللہ تعالی اسے صابر وشاکر لکھیں گے، اور جس میں یہ دو خصلتیں نہیں ہوں گی، اسے اللہ تعالی صابر وشاکر نہیں لکھیں گے۔ جو شخص دین کے معاملے میں اپنے سے بلند مرتبہ شخص کو دیکھے اور اس کی اقتداء کرے، اور دنیا کے معاملے میں اپنے سے کمتر شخص کو دیکھے، اور اللہ تعالی کا شکر ادا کرے کہ اس نے مجھے اس سے اچھی حالت میں رکھا ہے تو اللہ تعالی اسے صابر وشاکر لکھ دیں گے۔

تشریح :......اس حدیث میں دین کی بابت اپنے سے نیک اور صالح لوگوں کی اقتداء پر فضیلت شکر وصبر کی بشارت دی گئی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد کہ: لوگ تمہاری تقلید کریں گے

(۱۳)......ان عمر بن الخطاب رأى على طلحة بن عبيد الله ثوبا مصبوغا وهو مُحرِم فقال عمر : ما هذا الثوبُ المصبوغ يا طلحة ؟ فقال طلحة (بن عبيد الله) : يا امير المؤمنين ! انما هو مدر ، فقال عمر : انكم ايّها الرّهط ائمةٌ يقتدى بكم النّاس ، فلو ان رجلا جاهلا رأى هذا الثوب لقال ان طلحة بن عبيد الله كان يلبس الثّياب المُصَبَّغَةَ في الاحرام ، فلا تلبسوا ايّها الرّهط شيئا من هذه الثياب المُصبَّغة۔

(مؤطا امام مالک ص ۲۰۷ (اردو ترجمہ مع شرح ص ۵۴۵ ج۱) باب لُبس الثّياب المُصبَّغة فى الاحرام رقم الحديث: ۹۶۷)

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو احرام کی حالت میں رنگین کپڑا پہنے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ طلحہ یہ کیا ہے؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: امیر المؤمنین ! یہ مٹی سے رنگا ہوا ہے، حضرت عمر رضی اللہ نے فرمایا: لوگوں کے تم امام ہو، لوگ تمہاری اقتداء کریں گے، اگر کوئی جاہل اس کپڑے کو دیکھے گا تو ضرور یہ کہے گا کہ طلحہ نے احرام کی حالت میں رنگین کپڑا پہنے ہوئے تھے، اس لئے تم یہ رنگین کپڑے مت پہنو۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو (خاص قسم کے) موزے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

(۱۴)......عزمت عليک الا نزعتهما ، فأني أخاف أن ينظر الناس اليک فيقتدون

بک۔

(الاستیعاب لابن البر (تحت الاصابة) ص۳۶۱ ج۲۔ والاصابة للحافظ ابن حجر ص۳۶۱ ج۲۔ اعلام الموقعین ص۱۷۱ ج۲۔ تقلید کی شرعی حیثیت ص۳۸)

ترجمہ:...... میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ ان کو اتار دو، اس لئے کہ مجھے خوف ہے کہ لوگ تمہیں دیکھیں گے تو تمہاری اقتداء کریں گے۔

شیخین رضی اللہ عنہما کی تقلید پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کا انحصار

(۱۵)......عن ابی وائل قال : قلت لعبد الرحمن بن عوف : کیف بایعتم عثمان وترکتم علیا ؟ قال : ما ذنبی ؟ قد ابدأت بعلیٍّ ' فقلت اُبایعک علی کتاب الله وسنة رسوله وسیرة ابی بکر و عمر ، قال فیما استطعت ، قال : ثم عرضتها علیٰ عثمان رضی الله عنه ، فقبِلها۔ (مسند احمد ص۸۶، مسند عثمان بن عفان ، رقم الحدیث:۵۵۷)

ترجمہ:...... حضرت ابو وائل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے کس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (اس میں) میرا کیا قصور؟ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے (بیعت کی) ابتدا کی، اور میں نے ان سے کہا کہ: میں آپ سے اللہ تعالی کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت (اور سنت کی اتباع اور تقلید) پر بیعت کرتا ہوں، تو انہوں نے فرمایا کہ: (نہیں) میں جس کی طاقت رکھتا تو ہوں اس پر (عہد کر کے) بیعت کرتا ہوں، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہی باتیں کیں، تو انہوں نے اس شرط کو قبول فرمالیا۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کا ارشاد کہ: تم لوگ ہماری تقلید کرو

(۱۶)......عن عمران بن حصین رضی الله عنهما قال : نزل القرآن و سنّ رسول الله صلی الله علیه وسلم السنن ، ثم قال : اتبعونا فوالله ! ان لم تفعلوا تضلوا۔

(مسند احمد ص۴۴۵ ج۴، رقم الحدیث: ۱۹۹۹۸۔ حیاۃ الصحابہ ص۶۹۹ ج۳، ترغیب عمران بن حصین رضی الله عنهما فی ذلک)

ترجمہ:......حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قرآن بھی نازل ہوا اور حضور ﷺ نے بھی سنتیں مقرر فرمائیں، پھر حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم لوگ ہمارا اتباع کرو(کیونکہ ہم نے قرآن وسنت کو پورا اختیار کیا ہوا ہے) اگر ایسا نہیں کرو گے تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ (حیاۃ الصحابہ اردو ص۳۸۳ ج۳، مکتبۃ العلم لاہور)

جو مقدمہ کتاب اللہ اور سنت میں نہ ہو اس میں علماء کی تقلید کا حکم

(۱۷)......عن شریح انّ عمر کتب الیه : اذا اتاک امر فاقض فیه بما فی کتاب الله، فان اتاک ما لیس فی کتاب الله فاقض بما سنّ فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم، فان اتاک ما لیس فی کتاب الله ولم یسنّ فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم فاقض بما اجمع علیه الناس (أی العلماء) فان اتاک ما لیس فی کتاب الله ولم یسنة رسول الله صلی الله علیه وسلم ولم یتکلم فیه احد ' فایّ الامرین شئتَ فخذ به ، وفی روایة اخری عنده : فان شئت أن تجتهد رأیک فتقدَّمْ ، وان شئت اَن تتأخَّر فتأخَّرْ ، وما اری التَّأخُّر الا خیرا لک۔

(العلم والعلماء لابن عبد البر ص۵۶ ج۲۔ حیاۃ الصحابہ ص۷۰۸ ج۳، کتاب عمر رضی الله عنه الی شریح فی هذا الامر)

ترجمہ:......حضرت شریح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ خط لکھا کہ: اگر تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے تو اس میں اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرو، اور اگر تمہارے پاس ایسا مقدمہ آئے جو کتاب اللہ میں نہیں ہے تو پھر اس میں سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق فیصلہ کرو، اور اگر ایسا مقدمہ آئے جو نہ کتاب اللہ میں ہے اور نہ سنت رسول اللہ ﷺ میں ہے تو پھر وہ فیصلہ کرو جس پر علماء کا اجماع و اتفاق ہو، اور اگر ایسا مقدمہ آئے جو نہ کتاب اللہ میں ہے اور نہ سنت رسول اللہ ﷺ میں اور نہ اس میں کسی عالم نے کوئی بات کی ہے تو پھر دو باتوں میں سے ایک بات اختیار کرلو، چاہو تو آگے بڑھ کر اپنی رائے سے اجتہاد کر کے فیصلہ کرلو اور چاہو تو پیچھے ہٹ جاؤ (اور کوئی فیصلہ نہ کرو) اور میرے خیال میں پیچھے ہٹنا تمہارے لئے بہتر ہی ہے۔

(حیاۃ الصحابہ اردو ص۳۹۲ ج۳، مکتبۃ العلم لاہور)

تشریح:......اس روایت میں بہت واضح طور پر علماء کی تقلید کا حکم دیا گیا ہے۔

جو بات کتاب اللہ اور سنت میں نہ ہو اس میں نیک لوگوں کی تقلید کا حکم

(۱۸)......عن ابن مسعود رضی الله عنه قال : من عرض له منه قضاء فليقض بما فی كتاب الله ، فان جاء ه ما ليس فی كتاب الله فليقض بما قضی به نبيه صلی الله عليه وسلم ، فان جاء ه امر ليس فی كتاب الله ولم يقض به نبيه صلی الله عليه وسلم فليقض بما قضی به الصالحون ، فان جاء ه امر ليس فی كتاب الله ولم يقض فيه نبيه صلی الله عليه وسلم ولم يقض به الصالحون فليجتهد رايه فلْيَقِر۔

(العلم والعلماء لابن عبد البر ص۵۷ ج۲۔ حیاۃ الصحابہ ص۸۰۷ ج۳، قول ابن مسعود رضی الله عنه فی الاجتهاد بالرّأی)

ترجمہ:......حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جسے کسی معاملہ میں فیصلہ کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو اسے چاہیئے کہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرے، اور اگر ایسا معاملہ ہو جو کتاب اللہ میں نہیں ہے تو پھر اس میں وہ فیصلہ کرے جو اللہ کے نبی کریم ﷺ نے کیا، اور اگر ایسا معاملہ پیش آجائے جو نہ کتاب اللہ میں ہو اور نہ اس کے بارے میں اللہ کے نبی ﷺ نے کوئی فیصلہ کیا ہو تو پھر اس میں وہ فیصلہ کرے جو نیک لوگوں نے کیا، اور اگر ایسا معاملہ پیش آجائے جو نہ کتاب اللہ میں ہو اور نہ اللہ کے نبی ﷺ اور نہ نیک بندوں نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا ہو تو پھر اپنی رائے سے اجتہاد کرے اور اپنی اس بات پر پکارہے اور شرمائے نہیں۔ (حیاۃ الصحابہ اردو ص۳۹۲ ج۳، مکتبۃ العلم لاہور)

تشریح:......اس روایت میں بہت واضح طور پر نیک لوگوں کی تقلید کا حکم دیا گیا ہے۔

جو بات کتاب وسنت میں نہ ہو اس میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی تقلید

(۱۹)......عن عبد الله بن ابی یزید قال : سمعت ابن عباس رضی الله عنهما ' اذا سُئل عن شیء فان كان فی کتاب الله قال به ، وان لّم یکن فی کتاب الله وکان عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال به ، فان لم یکن فی کتاب الله ولا عن رسول الله صلی الله علیه وسلم وکان عن ابی بکر و عمر رضی الله عنهما قال به ، فان لم یکن فی کتاب الله ولا عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا عن ابی بکر ولا عن عمر رضی الله عنهما اجتَهدَ رایه ۔

(العلم والعلماء لابن عبد البر ص۵۷ ج۲۔ حیاۃ الصحابہ ص۷۰۹ ج۳، اجتهاد ابن عباس و اُبیّ رضی الله عنهم بالرّأی)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن ابی یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہما کا یہ معمول دیکھا کہ: جب ان سے کوئی چیز پوچھی جاتی اور وہ کتاب اللہ میں ہوتی تو وہ فرمادیتے، اور اگر اللہ کی کتاب میں نہ ہوتی لیکن اس کے بارے میں حضور ﷺ سے کچھ منقول ہوتا تو وہ فرمادیتے، اور اگر وہ اللہ کی کتاب میں نہ ہوتی اور حضور ﷺ سے بھی کچھ منقول نہ ہوتا، لیکن حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی طرف سے کچھ منقول ہوتا تو وہ فرمادیتے ، اور اگر وہ اللہ کی کتاب میں نہ ہوتی اور حضور ﷺ سے، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے بھی کچھ منقول نہ ہوتا تو پھر اپنی رائے سے اجتہاد کرتے ۔(حیاۃ الصحابہ اردو ص۳۹۳ ج ۳،مکتبۃ العلم لاہور)

تشریح:......اس روایت میں بہت واضح طور پر حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی تقلید کو اختیار کیا گیا ہے۔

ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دلیل کے برابر کسی کو نہ سمجھتے

(۲۰)......عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : كنا اذا اتانا الثبت عن علی رضی الله عنه لم نعدل به۔(العلم و العلماء لابن عبد البر ص۵۷ ج ۲۔حیاۃ الصحابہ ص۷۰۹ ج ۳، قول ابن مسعود رضی الله عنه فی الاجتهاد بالرّأی)

ترجمہ:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جب ہمارے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوئی مضبوط دلیل آجاتی تو ہم اس کے برابر کسی کو نہ سمجھتے (بلکہ اسی کو اختیار کرلیتے)۔(حیاۃ الصحابہ اردو ص۳۹۳ ج ۳،مکتبۃ العلم لاہور)

تشریح:......اس روایت میں واضح طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقلید کو اختیار کیا گیا ہے۔

حضرت عمار اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما کی تقلید کا حکم

(۲۱)......عن حارثة بن المضرِّب قال : قرأتُ كتاب عمر بن الخطاب رضی الله عنه

الـى اهـل الـكـوفة : اما بعد ! فانی بعثت اليكم عماراً اميراً وعبد الله معلما و وزيرا، وهـمـا مـن الـنُّـجَبَـاء مـن اصـحـاب رسـول الله صلى الله عليه وسلم فاسمعوا لهما واقتدوا بهما ، وانی قد آثرُتُكُم بعبد الله على نفسی أثرة۔

(اخرج ابن سعد ص٦ ج ٧۔ حیاۃ الصحابہ ص۷۰۹ ج ۳، قول ابن مسعود رضی الله عنه فی الاجتهاد بالرّأی)

ترجمہ:......حضرت حارثہ بن مضرب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو خط کوفہ والوں کو بھیجا تھا وہ میں نے پڑھا تھا، اس میں لکھا ہوا تھا: امابعد! میں تمہارے پاس حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو استاذ اور وزیر بنا کر بھیج رہا ہوں۔ یہ دونوں حضور ﷺ کے چیدہ اور برگزیدہ صحابہ میں سے ہیں، ان دونوں کی بات سنو اور ان دونوں کی اقتداء کرو، اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بھیج کر میں نے بڑی قربانی دی ہے، کیونکہ مجھے ان کی یہاں ضرورت تھی، لیکن میں نے تمہاری ضرورت کو مقدم رکھا۔ (حیاۃ الصحابہ اردو ص ۳۰۸ ج ۳، مکتبۃ العلم لاہور)

ہدایت بڑوں کی تقلید پر موقوف ہے

(۲۲)......انّ عـمـر بن الخطاب قال : قد علمتُ متى صلاح النّاس ومتى فسادُهم ، اذا جـاء الـفـقـه من قِبَل الصّغير استعصى عليه الكبير ، واذا جاء الفقه من قِبَل الكبير تابعه الصّغير فاهتديا۔

(اخرج ابن عبد البر فی جامع العلم ج ص ۱۵۸ ج ۱۔ حیاۃ الصحابہ ص ۶۲۹ ج ۳، اقوال عمر و ابن مسعود رضی الله عنهما فی اخذ العلم عن الاکابر)

ترجمہ:......حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ لوگ کب

سدھرتے ہیں اور کب بگڑتے ہیں؟ جب علم چھوٹے کی طرف سے آئے گا تو بڑا اس کی نافرمانی کرے گا، اور جب علم بڑے کی طرف سے آئے گا تو چھوٹا اس کا اتباع کرے گا اور دونوں ہدایت پا جائیں گے۔ (حیاۃ الصحابہ اردو ص ۳۱۷ ج ۳، مکتبۃ العلم لاہور)

فن کے ماہر کی تقلید کا حکم

(۲۳)......عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : خطب عمر بن الخطاب رضی الله عنه النّاس بالجابية وقال : يا ايُّها النّاس ! من أراد ان يسأل عن القرآن فليأت أُبى بن كعب ، ومن أراد ان يسأل عن الفرائض فليأت زيد بن ثابت ، ومن أراد ان يسأل عن الفقه فليأت معاذ بن جبل ، ومن أراد ان يسأل عن المال فاليأتنى ، فان الله جعلنى له واليا و قاسما۔

(اخرج الطبرانی فی الاوسط ص۱۸۴ ج۲، رقم الحديث:۱۶۵۹۔ مجمع الزوائد ص۱۵۳ ج۱، باب اخذ کل علم من اهله ، رقم الحديث:۵۶۷۔

حیاۃ الصحابہ ص۶۳۱ ج۳، خطبة عمر بالجابية فی اخذ العلم عن علماء الصحابة رضی الله عنهم)

ترجمہ:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جابیہ مقام میں لوگوں میں بیان فرمایا: اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم میں سے جو قرآن کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہے وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس جائے، اور جو میراث کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہے وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس جائے، اور جو کوئی فقہی مسائل پوچھنا چاہتا ہے وہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس جائے، اور جو مال لینا چاہتا ہے وہ میرے پاس آ جائے، کیونکہ اللہ نے مجھے مال کا والی اور اس کا تقسیم کرنے والا بنایا ہے۔ (حیاۃ الصحابہ اردو ص ۳۱۸ ج ۳، مکتبۃ العلم لاہور)

صحابہ رضی اللہ عنہم کی تقلید کا حکم

(۲۴)......عن عبد الله ابن عمر رضی الله عنهما قال : من كان مستنا فليستن بمن قد مات ، أُولئک اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم كانوا خير هذه الامة ، ابرها قلوبا واعمقها علما واقلها تكلفا ، قوم اختارهم الله لصحبة نبيه ونقل دينه ' فتشبهوا باخلاقهم وطرائقهم فهم اصحاب محمد كانوا على الهدى المستقيم ، والله رب الكعبة۔(حلية الاولياء ، ص۳۰۵ ج۱، باب مواظبته على قيام الليل۔

حیاۃالصحابہ ص۶۳۱ ج۳، خطبة عمر بالجابية فى اخذ العلم عن علماء الصحابة رضى الله عنهم)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جو آدمی کسی کے طریقہ کو اختیار کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ ان لوگوں کا طریقہ اختیار کرے جو دنیا سے جا چکے ہیں، اور یہ لوگ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، جو کہ اس امت میں سب سے بہترین اور سب سے زیادہ نیک دل' اور سب سے زیادہ گہرے علم والے' اور سب سے کم تکلف برتنے والے تھے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جن کو اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت کے لئے اور اپنے دین کو دنیا میں پھیلانے کے لئے چن لیا ہے، لہذا ان جیسے اخلاق اور ان جیسی زندگی گذارنے کے طریقے اپناؤ۔ رب کعبہ کی قسم! نبی کریم ﷺ کے یہ تمام صحابہ ہدایت مستقیم پر تھے۔

تشریح:......اسی قسم کی روایت ''مشکوۃ'' میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔(مشکوۃ ص۳۲، باب الاعتصام بالكتاب والسنة ، الفصل الثالث)

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: لوگ ہماری تقلید کرتے ہیں

(۲۵)......عن مصعب بن سعد قال : كان ابى اذا صلّى فى المسجد تجوز وأتم

الرکوع والسجود و الصلوة ، واذا صلّی فی البیت اطال الرکوع و السجود والصلوة ، قلت : یا ابتاه ! اذا صلیت فی المسجد جوّزت واذا صلیت فی البیت اطلتَ ؟ قال : یا بُنی ! انّا ائمة یُقتدی بنا۔

(طبرانی ص۱۴۳ج۱، رقم الحدیث:۳۱۷۔مجمع الزوائدص۱۸۱ج۱، باب الاقتداء بالسلف ، رقم الحدیث:۸۵٦)

ترجمہ:......حضرت مصعب بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میرے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جب) مسجد میں نماز پڑھتے تو مختصر پڑھتے ، البتہ نماز کے رکوع اور سجدہ پورا کرتے ، اور گھر میں جب نماز پڑھتے تو نماز' رکوع اور سجدہ سب کچھ لمبا کرتے۔ میں نے عرض کیا: ابا جان ! جب آپ مسجد میں نماز پڑھتے ہیں تو مختصر پڑھتے ہیں اور جب گھر میں نماز پڑھتے ہیں تو لمبی پڑھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے ! ہم امام ہیں،لوگ ہمارے پیچھے چلتے ہیں، ہماری اقتدا کرتے ہیں۔

(حیاۃ الصحابہ اردو ص۳۸۴ج۳،مکتبۃ العلم لاہور)

متقدمین کے راستہ کو چھوڑو گے تو بھٹک جاؤ گے

(۲۷)......عن حذیفة انه کان یقول : اتقوا الله یا معشر القراء ! و خذوا طریق من کان قبلکم ، فلعمری لئن اتبعتموہ فلقد سبقتم سبقا بعیدا ، ولئن ترکتموہ یمینا و شمالا لقد ضللتم ضلالا بعیدا۔

(حیاۃ الصحابہ ص۷۰۰ج۳، ترغیب حذیفة رضی الله عنه القُرّاء بِأخذ طریق مَن کان قبلهم ۔ حیاۃ الصحابہ اردو ص۳۸۴ج۳،مکتبۃ العلم لاہور)

ترجمہ:......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: اے جماعت علماء! اللہ سے ڈرو اور

اپنے سے پہلے لوگوں کے راستہ کو پکڑے رکھو، میری زندگی کی قسم! اگر تم اس راستہ پر چلو گے تو تم دوسروں سے بہت آگے نکل جاؤ گے، اور اگر تم اسے چھوڑ کر دائیں بائیں چلے جاؤ گے تو تم بہت زیادہ بھٹک جاؤ گے۔

جن کا ایمان پر خاتمہ ہوا ہو اُن کی اتباع کرو

(۲۸)......عن علی رضی الله عنه قال : ايّاكم والاستِنان بالرِّجال ، فانّ الرجل يعمل بعمل اهل الجنّة ثم ينقلب لِعِلم الله فيه فيعمل بعمل اهل النّار فيموت وهو من اهل النار ، وان الرجل ليعمل بعمل اهل النار فينقلب لعلم الله (فيه) فيعمل بعمل اهل الجنة فيموت وهو من اهل الجنة ، فان كنتم لا بد فاعلين فبالاموات لا بالاحياء۔

(حیاۃ الصحابہ ص۶۳۱ ج۳، خطبة عمر بالجابية فی اخذ العلم عن علماء الصحابة رضی الله عنهم)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے زمانہ کے لوگوں کے نقش قدم پر چلنے سے بچو، کیونکہ ایک آدمی جنت والوں کے عمل کرتا ہے، پھر اللہ کے علم کے مطابق وہ پلٹا کھا جاتا ہے اور دوزخ والوں کے عمل کرنے لگ جاتا ہے، اور وہ دوزخی بن کر مرتا ہے، اور ایک آدمی دوزخ والوں کے عمل کر رہا ہوتا ہے، پھر وہ اللہ کے علم کے مطابق پلٹا کھا جاتا ہے اور جنت والوں کے عمل کرنے لگ جاتا ہے، اور جنتی بن کر مرتا ہے۔ اگر تم نے ضرور ہی کسی کے پیچھے چلنا ہے تو پھر تم ان لوگوں کے پیچھے چلو جن کا خاتمہ ایمان واعمال صالحہ پر ہو چکا ہے، اور وہ دنیا سے جا چکے ہیں، جو ابھی زندہ ہیں ان کے پیچھے مت چلو۔ (کیونکہ کسی زندہ انسان کے بارے میں اطمینان نہیں کیا جا سکتا نہ معلوم کب گمراہ ہو جائے)۔

(حیاۃ الصحابہ اردو ص۳۸۵ ج۳، مکتبۃ العلم لاہور)

تقلید شخصی کے دلائل

آپ ﷺ کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقلید کا حکم فرمانا

(۲۹)......عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیه قال : اتت امرأة النبی صلی الله علیه وسلم فأمَرها ان ترجع الیه ، قالت : ارأیت ان جئت ولم اجدک ؟ کانها تقول الموت قال صلی الله علیه وسلم : ان لم تَجِدِیْنِیْ فَأتِی ابا بکر۔

(بخاری ص۵۱۶ ج۱، باب' بعد : باب قول النبی صلی الله علیه وسلم : لو کنت متخذا خلیلا ، رقم الحدیث:۳۶۵۹۔مسلم ص۲۷۳ ج۲، باب فضائل ابی بکر الصدیق رضی الله عنه ، رقم الحدیث: ۲۳۸۶)

ترجمہ:......حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی،(اور کوئی چیز دریافت فرمائی) آپ ﷺ نے فرمایا: پھر کسی وقت آنا(اس وقت آپ ﷺ بیمار تھے)اس عورت نے عرض کیا کہ:اگر میں کسی (اور) وقت آؤں (جیسا آپ ﷺ فرماتے ہیں) اور آپ کو نہ پاؤں (یعنی آپ کی وفات ہو جائے تو پھر کیا کروں؟) آپ ﷺ نے فرمایا:اگر تم مجھے نہ پاؤ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا۔

آپ ﷺ کا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی پسند کو اپنی پسند فرمانا

(۳۰)......قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : رضیت لکم ما رضی لکم ابن ام عبد۔(کنز العمال ، الفضائل ، عبد الله بن مسعود رضی الله عنه ، رقم الحدیث:۳۷۲۰۹)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے لئے اس چیز پر خوش ہوں جو تمہارے

لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پسند کریں۔

(۳۱)......قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اصاب ابن ام عبد و صدق- مرتين- رضيت ما رضى الله لى ولامتى وابن ام عبد ، وكرهت ما كرهه الله لى ولامتى وابن ام عبد۔

(كنز العمال، الفضائل ، عبد الله بن مسعود رضى الله عنه ، رقم الحديث:۳۷۲۱۳)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے -دومرتبہ- ارشادفرمایا: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے درست کہا اور سچ کہا، میں اس چیز پر راضی ہوں جو اللہ تعالی نے میرے لئے اور میری امت کے لئے اور ابن ام عبد (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کے لئے پسند فرمائی ہے، اور میں اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں جسے اللہ تعالی نے میرے لئے اور میری امت کے لئے اور ابن ام عبد (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کے لئے ناپسند فرمائی ہے۔

جب تک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ موجود ہیں ان کی تقلید کرو

(۳۲)......لا تسألونى ما دام هذا الحَبر فيكم۔

(بخاری ص۱۰۷۲ ج۲، باب ميراث ابنة ابن مع ابنة ، كتاب الفرائض ، رقم الحديث:۶۷۳۶)

ترجمہ:......(حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ میں ارشادفرمایا تھا کہ:) جب تک تم میں یہ عالم (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) موجود ہیں تم مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرو۔

تشریح:......اس واقعہ میں تقلید شخصی کا ثبوت ملتا ہے کہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ مشورہ دے رہے ہیں کہ: جب تک تم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ موجود ہیں اس وقت تک کسی کی تقلید نہ کرنا بلکہ صرف ان ہی کی تقلید کرنا۔

اہل مدینہ کا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی تقلید شخصی کرنا

(۳۳)......عن عكرمة ان اهل المدينة سألوا ابن عباس رضى الله عنهما عن امرأة طافت ، ثم حاضت ، قال : لهم تنفر ، قالوا : لا نأخذ بقولک و ندع قول زيد ، الخ۔

(بخاری، باب اذا حاضت المرأة بعد ما افاضت ،كتاب الحج ، رقم الحديث:۱۷۵۸/۱۷۵۹)

ترجمہ:......حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: اہل مدینہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس عورت کے بارے میں مسئلہ پوچھا جس نے طواف (زیارت) کیا پھر حائضہ ہوگئی (تو کیا وہ روانہ ہوسکتی ہے؟) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا: وہ روانہ ہوسکتی ہے، اہل مدینہ نے کہا کہ: ہم آپ کے قول پر عمل نہیں کریں گے اور حضرت زید بن ثابت کا قول نہیں چھوڑیں گے۔

تشریح:......اس واقعہ میں تقلید شخصی کا ثبوت ملتا ہے کہ اہل مدینہ تقلید شخصی کیا کرتے تھے۔ اور کمال یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان پر اعتراض نہیں کیا کہ تم تقلید شخصی کر کے شرک کے مرتکب ہو رہے ہو۔

حضرات تابعین رحمہم اللہ سے تقلید شخصی کا ثبوت

(۳۴)......قال الشعبى : مَن سرَّه ان يأخذ بالوثيقة فى القضاء فليأخذ بقول عمر۔

(اعلام الموقعين عن رب العالمين ص۱۸، فصل : مكانة عمر بن الخطاب ، ط : دار ابن حزم)

ترجمہ:......امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جس کو یہ پسند ہو کہ قضاء میں درجۂ وثاقت کو پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کر لے۔

تشریح:......اس اثر میں بھی تقلید شخصی کا ثبوت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقلید کر لے۔

(۳۵)...... وقال مجاهد : اذا اختلف الناس فى شىء فانظروا ما صنع عمر فخذوا

به۔

(اعلام الموقعین عن ربّ العالمین ص١٨، فصل: مکانة عمر بن الخطاب ، ط : دار ابن حزم)

ترجمہ:...... جب لوگوں کے درمیان کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتو یہ دیکھو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل کیا تھا، بس اسی کو اختیار کرو۔

تشریح:......اس اثر میں بھی تقلید شخصی کا ثبوت ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقلید کرے،

(٣٦)......وقال الاعمش ، عن ابراهیم : انه کان لا یعدل بقول عمر و عبد الله اذا اجتمعا ، فاذا اختلفا کان قول عبد الله اعجب الیه ، لانه کان ألطف۔

(اعلام الموقعین عن رب العالمین ص١٦، أعظم الصحابة علما ، مطبوعة : دار ابن حزم)

ترجمہ:......حضرت اعمش رحمہ اللہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کسی مسئلے میں متفق ہوں تو ان کے برابر کسی کے قول کو نہیں سمجھتے تھے، اور جب ان دونوں میں اختلاف ہوتا تو ان کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول اختیار کرنا زیادہ پسند تھا۔

(٣٧)......وقال محمد بن جریر : لم یکن احد له اصحاب معروفون حرّروا فُتیاه و مذاهبه فی الفقه غیر ابن مسعود ، وکان یترک مذهبه و قوله لقول عمر ، وکان لا یکاد یخالفه فی شیء من مذاهبه ، و یرجع من قوله الی قوله۔

(اعلام الموقعین عن رب العالمین ص١٨، فصل : مکانة عمر بن الخطاب ، ط : دار ابن حزم)

ترجمہ:......حضرت محمد بن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: صحابہ کرام میں کوئی صاحب ایسے نہیں ہیں جن کے اتنے مشہور شاگرد ہوں، اور جن کے فتاوی اور فقہی مذاہب کو اس طرح مدون کیا گیا ہو سوائے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے، اس کے باوجود وہ اپنا

مذہب اور اپنا قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں چھوڑ دیتے تھے، اور آپ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مذاہب فقہ میں سے کسی کی مخالفت تقریبا بالکل نہیں کرتے تھے، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول آجاتا تو اپنے قول سے رجوع کر لیتے۔

(۳۸)......قال الشعبی : کان عبد الله لا یقنت ، وقال ولو قنت عمر لقنت عبد الله۔

(اعلام الموقعین عن رب العالمین ص١٨، فصل : مكانة عمر بن الخطاب ، ط : دار ابن حزم)

ترجمہ:......اور امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قنوت نہیں پڑھتے تھے، اور اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قنوت پڑھا ہوتا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ضرور قنوت پڑھتے۔

(۳۹)......قال ابن المسیب : کان عبد الله یقول : لو سلک الناس وادیا و شعبا ' وسلک عمر وادیا و شعبا ' لسلکتُ وادی عمر و شِعبه۔

(اعلام الموقعین عن رب العالمین ص١٨، فصل : مكانة عمر بن الخطاب ، ط : دار ابن حزم)

ترجمہ:......حضرت سعید ابن المسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ: اگر سارے لوگ کسی ایک گھاٹی اور وادی میں چلنا شروع کریں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوسری گھاٹی اور وادی میں جائیں تو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وادی اور گھاٹی کو اختیار کروں گا۔

تشریح:......اگر تقلید شخصی شرک اور ناجائز ہوتی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس طرح کا کلام کس طرح ارشاد فرماتے؟

تقلید کی ضرورت

اور اہمیت

تقلید کا لغوی معنی اور تقلید کی اصطلاحی تعریف، تقلید کی ضرورت، تقلید کے ضروری ہونے پر چند عام فہم مثالیں، تقلید شخصی کی ضرورت، تقلید پر کئے جانے والے سترہ (۱۷) اعتراضات اور ان کے جوابات وغیرہ امور پر مشتمل یہ ایک مفید اور نافع رسالہ ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

عرض مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی ، و سلام علی عبادہ الذین اصطفی ، اما بعد !

تقلید کی ضرورت اور اہمیت سے کوئی عقلمند انکار نہیں کرسکتا، بشرطیکہ اس میں عدل و انصاف موجود ہو،اس لئے کہ زندگی کے کسی شعبہ میں بھی بغیر تقلید کے گذارہ ناممکن ہے تو دین میں بغیر کسی کی رہنمائی اور اتباع کے کس طرح گذارہ کیا جاسکتا ہے۔ایک بیمار ڈاکٹر کی اتباع کرتا ہے،مقدمہ کے لئے کسی وکیل کی بات ماننی ضروری ہے،علی ہذا۔

جو حضرات تقلید کے منکر ہیں وہ بھی ایک امام کے بجائے دسیوں کی تقلید کرتے ہیں، مثلاً: کبھی امام بخاری رحمہ اللہ کی کبھی اور محدثین کی ،کبھی شوکانی کی ،کبھی حافظ ابن تیمیہ کی ، کبھی ابن قیم جوزی کی ،کبھی اہل ظواہر کی ،کبھی نواب صاحب کی تو کبھی البانی کی ۔

اس لئے کہ تقلید کے بغیر چارۂ کار ہے ہی نہیں ،ایک عامی (بلکہ اس دور کے مولوی اور علما ومفتی حضرات بھی جن میں اجتہاد کے شرائط مفقود ہیں) کس طرح قرآن وحدیث سے اپنی ضرورت کے مسائل کا استنباط کرے گا ،اور کس طرح ان مآخذ سے مسائل کا حل نکالے گا ؟ ممکن ہی نہیں ۔کوئی دعوی کرے کہ میں اہل حدیث ہوں اور صرف حدیث پر عمل کرتا ہوں ،اس دعوی پر عمل ناممکن ہے،اس لئے کہ احادیث میں آمین بالسر بھی ہے' آمین بالجہر بھی ،تو اگر آہستہ آمین کہے گا تو جہر والی روایت کا تارک ہوگا ،اور اگر آمین بالجہر کرے گا تو سر کی روایت کا چھوڑنے والا ہوگا۔اسی طرح حدیث میں رفع یدین کا بھی ذکر ہے اور ترک رفع یدین کا بھی ،اب جو رفع ریدین کرے گا تو ترک والی احادیث ترک ہوجائیں گی ،اور رفع یدین نہ کرے تو اثبات والی احادیث کا تارک ہوگا۔تو اہل حدیث ہوکر تارک حدیث

کے کیا معنی؟ اسی طرح احادیث میں آپ کا کھڑے ہوکر پیشاب کرنا بھی آیا ہے اور بیٹھ کر کرنا بھی، اب کھڑے ہوکر پیشاب کرے یا بیٹھ کر ہر حالت میں حدیث کا چھوڑنے والا ہوگا۔ الغرض اس طرح دسیوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں، اس لئے کوئی بھی تمام احادیث پر عمل نہیں کرسکتا، اس لئے حدیث پر عمل کا دعوی بہت مشکل ہے، اور تقلید میں عافیت ہے کہ اپنے امام پر اعتماد کرلیا جائے، کہ انہوں تمام احادیث کو سامنے رکھ کر ان میں یا تو تطبیق کی کوشش کی، یا نسخ کو مانا، یا ترجیح کے ذریعہ بعض احادیث پر عمل کیا اور بعض کو مرجوح سمجھ کر ترک کیا۔

پھر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ محدثین عظام میں تقریبا سب ہی کسی نہ کسی امام کے مقلد تھے، امام بخاری رحمہ اللہ کے متعلق گرچہ اختلاف ہے، اور مان لیا جائے وہ مقلد نہیں تھے تو وہ علم کے اس مقام پر پہنچے تھے کہ انہیں اجتہاد کا درجہ حاصل تھا، اس لئے انہوں نے کسی کی تقلید نہیں کی۔ امت کے ہزاروں علماء وفقہاء اور مشائخ عظامؒ اور صحاح ستہ کے شارحین سب کے سب مقلد رہے ہیں، کیا کوئی جرأت کرسکتا ہے کہ ان پر گناہ وگمراہی یا شرک کا الزام لگائے، اس لئے کہ انہوں نے تقلید کی۔ جو حضرات مقلدین کو گمراہ اور اپنے کو صحیح العقیدہ سمجھتے ہیں کیا ان اکابر امت پر یہ الزام لگائیں گے کہ وہ صحیح العقیدہ نہیں تھے۔

راقم نے ایک مختصر رسالہ میں تقلید کے ثبوت کے لئے قرآن وحدیث کے دلائل جمع کئے ہیں، اور اس رسالہ میں تقلید کی اہمیت اور ضرورت پر مختصر کلام کیا گیا ہے۔ اللہ کرے یہ چند صفحات کسی کی غلط فہمی کے ازالہ میں معین ومفید ثابت ہوں۔

اللہ تعالی اس مختصر رسالہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت اور ذریعہ نجات بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

تقلید کی لغوی و اصطلاحی تعریف

تقلید کے لغوی معنی ہیں: کسی کے گلے میں ہار ڈالنا۔ حاکموں کا کسی کے ذمہ کوئی کام سپرد کرنا۔ اونٹنیوں کے گلے میں کوئی ایسی چیز ڈالنا جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ ھدی ہیں۔ (القاموس ص ۶۲۵ ج۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

تقلید کا لغوی معنی اور ایک دلچسپ لطیفہ

ایک صاحب نے ایک مقلد عالم سے کہا کہ: مولانا آپ کو تقلید کا معنی معلوم ہو جائے تو آپ کبھی تقلید نہ کریں، تقلید کے معنی ہیں: پٹہ، اور پٹہ کسے کہتے ہیں؟ جو کتوں کے گلے میں ہوتا ہے۔ (وہ طعنہ یہ دے رہا تھا کہ سارے مقلدین نے پٹہ ڈال کر کتوں سے مشابہت اختیار کرلی ہے، اور گویا کتے بن گئے ہیں، العیاذ باللہ)

مولانا نے اس سے فرمایا: اگر یہی بات ہے تو جتنے محدثین کا ذکر طبقات حنفیہ میں' طبقات شافعیہ میں' طبقات مالکیہ میں' طبقات حنابلہ میں ہیں' آیا وہ سب کتے ہو گئے؟

وہ صاحب کہنے لگے: مولانا تقلید کا معنی پٹہ نہیں ہے؟

مولانا نے فرمایا: تقلید کا معنی پٹہ بھی ہے، اور تقلید کا معنی: ہار بھی ہے، انسانوں کے گلے میں ہار ہوتا ہے، پٹہ نہیں ہوتا۔ اب پسند اپنی اپنی جو چاہے معنی مراد لے۔ فوراً کہنے لگا: کیا یہ معنی حدیث میں آیا ہے؟ (حالانکہ معنی لغت میں ہوتا ہے، حدیث کا مطالبہ ہی غلط تھا)۔

مولانا نے فرمایا: حدیث میں ہے: ''**واضع العلم عند غیر اهله کمقلد خنازیر لؤلو والمرجان**''۔ اس حدیث کا ترجمہ اہل حدیث عالم کا لکھا ہوا بتایا کہ: غیر اہل کے سامنے علم رکھنا ایسا ہے جیسے خنازیر کے گلے لؤلو و مرجان کا ہار پہنا دینا۔

(ابن ماجہ ص ۲۰، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم ، کتاب السنة ، رقم الحدیث: ۲۲۴)

تقلید کی فقہاء نے مختلف الفاظ میں تعریف کی ہے۔مثلاً:

(۱)......بغیر حجت اور دلیل کے غیر کے قول کو قبول کرنا تقلید ہے، حجت سے مراد ہے: کتاب، سنت، اجماع اور قیاس، ورنہ مجتہد کا قول مقلد کی دلیل ہے، جیسے عام آدمی کا مفتی اور مجتہد سے مسئلہ معلوم کرنا۔(فواتح الرحموت ص۴۰۰ ج ۲، مطبوعہ: مطبعہ امیریہ کبری بولاق، مصر)

(۲)......انسان اپنے غیر کی اس کے قول اور فعل میں اتباع کرے اس اعتقاد کے ساتھ کہ وہ برحق ہے، دلیل میں غور وفکر اور تامل کئے بغیر، گویا کہ اتباع کرنے والے نے اپنے غیر کے قول اور فعل کا قلادہ (ہار) اپنے گلے میں لٹکا لیا، اور بلا دلیل غیر کے قول کو قبول کرنا تقلید ہے۔(التعریفات ص۴۸، مطبوعہ: دارالفکر، بیروت۔تبیان القرآن ص۴۳۲ ج ۶)

(۳)......کہنے والے کی بات کو قبول کر لینا یہ جانے بغیر کہ وہ کہاں سے کہہ رہا ہے۔

(۴)......دلیل و حجت کے بغیر کسی کے قول کو تسلیم کرینا۔(ارشاد الفحول ص۲۶۵)

(۵)......دلیل جانے بغیر دوسرے کے قول کو قبول کر لینا اور کسی کام کے کرنے یا چھوڑنے میں دوسرے کی نقل کرنا۔(اصول الفقہ الاسلامی ص۱۱۲ ج ۲)

(۶)......ایک شخص کا دوسرے کے قول یا فعل کو دلیل اور حجت کی طلب و تحقیق کے بغیر یہ حسن ظن رکھتے ہوئے قبول کر لینا کہ وہ حق پر ہوگا۔(التعریفات للجرجانی ص۹۰)

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے تقلید کی بہت جامع تعریف کی ہے:

’’التقلید العمل بقول من لیس قوله احدی الحجج بلا حجة منها‘‘۔

تقلید اس شخص کی بات کو دلیل و حجت طلب کئے بغیر مان لینے کا نام ہے، جس کی رائے بذات خود حجت شرعی نہیں ہے۔

(تیسیر التحریر، لامیر بادشاہ البخاری ص۲۴۶ ج ۴۔فتح الغفار شرح المنار لابن نجیم ص۳۷ ج ۲، مطبوعہ مصر)

اس تعریف نے واضح کر دیا کہ مقلد اپنے امام کے قول کو مآخذ شریعت نہیں سمجھتا، کیونکہ مآخذ شریعت صرف قرآن وسنت (اور انہی کے ذیل میں اجماع وقیاس) ہیں، البتہ یہ سمجھ کر اس کے قول پر عمل کرتا ہے کہ چونکہ وہ قرآن وسنت کے علوم میں پوری بصیرت کا حامل ہے، اس لئے اس نے قرآن وسنت سے جو مطلب سمجھا ہے وہ میرے لئے زیادہ قابل اعتماد ہے

اسی طرح عام شخص کا مفتی کی طرف رجوع کرنا اور قاضی کا گواہوں کی گواہی تسلیم کر لینا تقلید میں داخل نہیں ہے، کیونکہ قاضی کے لئے گواہی پر فیصلہ اور عام لوگوں کا مفتی کی طرف رجوع کرنا اجماع سے ثابت ہے۔

پس تقلید کی ان تمام تعریفات اور تشریحات سے یہ واضح ہے کہ کوئی شخص جو خود اجتہاد پر قادر نہ ہو، یا قادر ہو، لیکن اجتہاد نہ کر سکا ہو، وہ اس حسن ظن کے ساتھ دوسرے مجتہد کی رائے کو قبول کر لے کہ وہ اپنے علم وتقوی کی وجہ سے اس صحیح نتیجہ پر پہنچا ہوگا، اور اس کی رائے درست ہوگی، اسی کا نام تقلید ہے۔

کیا تقلید شرک ہے؟

تقلید کی اس تعریف میں کون سی بات ایسی ہے جسے گناہ یا شرک کہا جا سکے؟ اگر کوئی مقلد اپنے امام کو شارع (قانون بنانے والا) یا بذات خود واجب الاطاعت مانتا ہو تو بلاشبہ اس کو غلط بلکہ شرک تک کہا جا سکتا ہے، لیکن کسی کو شارح قانون قرار دے کر اپنے مقابلے میں اس کی فہم وبصیرت پر اعتماد کرنا تو جہالت کے اس دور میں مناسب ہی نہیں بلکہ ضروری اور واجب ہے۔

مثلاً: کسی ملک میں ایک قانون نافذ ہے، اور حکومت نے اسے کتابی شکل میں مدون کر کے شائع کر دیا ہے، لیکن اسی ملک میں کروڑوں عوام بلکہ بہت سے خواص اور تعلیم یافتہ

طبقہ تک میں سے کتنے ہیں جو براہ راست قانون کی عبارتیں دیکھ کر اس پر عمل کر سکتے ہیں؟ جب انہیں کسی قانون کو سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے تو کسی ماہر وکیل کو تلاش کر کے اس کے قول پر عمل کرتے ہیں۔ کیا کوئی عقلمند اس کا یہ مطلب سمجھ سکتا ہے کہ انہوں نے اس وکیل کو قانون سازی کا اختیار دے دیا ہے، اور وہ ملکی قانون کے بجائے وکلاء کو اپنا حاکم تسلیم کرنے لگیں ہیں؟

بالکل یہی معاملہ قرآن وسنت کے احکام کا ہے کہ ان کی تشریح وتفسیر کے لئے ائمۂ مجتہدین کی طرف رجوع کرنے اور ان پر اعتماد کرنے کا نام تقلید ہے، لہذا مقلد پر یہ الزام نہیں لگایا جاسکتا کہ وہ قرآن وسنت کے بجائے ائمۂ مجتہدین کا اتباع کر رہا ہے۔

قرآن کریم تقلیداً جمع ہوا ہے

تقلید کی اس تعریف سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم بھی تقلیداً جمع ہوا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ: قرآن کریم کو جمع کر دیجئے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے جمع نہیں فرمایا تو میں کیسے جمع کروں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اتنے قراء شہید ہو رہے ہیں، بالآخر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی شرح صدر ہو گیا، اور قرآن کریم کو جمع کرنے کا کام شروع کیا گیا، اور قرآن کریم جمع ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوئی آیت دلیل میں پیش نہیں کی نہ کوئی حدیث سنائی، نہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کوئی آیت یا حدیث کا مطالبہ کیا۔ معلوم ہوا قرآن کریم بھی تقلیداً جمع ہوا ہے۔

تراویح اور اذان ثانی سے تقلید کا ثبوت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس رکعات سے تراویح کی جماعت شروع کروائی، کوئی

آیت یا حدیث پیش نہیں فرمائی اور نہ ہی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے کسی دلیل کا مطالبہ کیا، سب نے اس پر عمل کیا، اگر تقلید ناجائز ہوتی تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہتے؟۔

اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے دور مبارک میں اذان ثانی کی ابتدا کی گئی تو ایک بڑی تعداد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجود تھی، کسی ایک صحابی نے دلیل کا مطالبہ نہیں کیا، اور سب نے اتباع کیا، اور اس وقت سے آج تک برابر اس پر عمل ہو رہا ہے۔ یہ بھی تقلید کے جواز کی دلیل ہے۔

تقلید کے ضروری ہونے کی ایک عام فہم مثال

ایک شخص بہت سی بیماریوں میں مبتلا ہو جائے اور ماہرین فن سے رجوع کرنے کو بھی ضروری نہ سمجھے، اور اس مشکل کا حل یہ تلاش کرے کہ طب کی مستند کتابیں منگوا کر ان کا مطالعہ شروع کر دے، اور پھر اپنے مطالعہ کا تجربہ خود اپنی ذات پر کرنے لگے۔ اول تو کوئی عقلمند ایسی حرکت کرے گا نہیں، اور اگر کوئی ماہرین فن سے رجوع کئے بغیر خود ہی ایسی حرکت کرے تو اسے بیماری سے صحت کی دولت نصیب نہیں ہوگی، البتہ اسے اپنے کفن و دفن کا انتظام پہلے ہی سے کر رکھنا چاہئے۔ پس جس طرح طب میں خود رائی آدمی کو قبر تک پہنچا کر چھوڑتی ہے، اسی طرح دین میں خود رائی آدمی کو گمراہی اور زندقہ کے غار میں پہنچا دیتی ہے۔

ایک اور آسان مثال سمجھئے! جماعت کی نماز میں جبکہ جماعت بڑی ہو امام کی آواز دور کے مقتدیوں کو سنائی نہیں دیتی ہو تو اس وقت مکبر مقرر کئے جاتے ہیں، وہ مکبر امام کی اقتداء کرتے ہوئے بلند آواز سے تکبیر کہہ کر امام کی نقل و حرکت، رکوع و سجدہ کی اطلاع پچھلی صف

والوں کو دیتا ہے، اور پچھلی صف والے یہی تصور کرتے ہیں کہ ہم امام ہی کی اقتداء اور اتباع کر رہے ہیں، اور اسی کے پیچھے نماز ادا کر رہے ہیں، اگر چہ رکوع وسجدہ مکبر کی آواز پر کر رہے ہیں اور مکبر بھی یہی سمجھتا ہے کہ میں خود امام نہیں ہوں، بلکہ میرا اور پوری جماعت کا امام صرف ایک ہی ہے، سب اسی کی اقتداء کر رہے ہیں، میں تو صرف امام کے نقل وحرکت کی اطلاع دے رہا ہوں۔ بالکل یہی صورت یہاں ہے کہ مقلد کا تصور یہی ہے کہ میں خدا اور رسول ہی کی اطاعت اور اتباع کر رہا ہوں ''امام'' کو درمیان میں بمنزلہ مکبر تصور کرتا ہوں، اس کو مستقل بالذات مطاع نہیں سمجھتا، مستقل بالذات مطاع تو صاحب شریعت ہی کو خیال کرتا ہوں۔

کیا مقلدین اللہ ورسول کی اطاعت چھوڑ کر ائمہ کی اطاعت کرتے ہیں؟

بعض لوگ غلط فہمی پیدا کر کے یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ: مقلدین حضرات اللہ و رسول کی اطاعت نہیں کرتے، اپنے ائمہ کی اطاعت کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ غلط فہمی صحیح بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

دین کی اصل دعوت یہ ہے کہ صرف اللہ تعالی ہی کی اطاعت کی جائے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی اسی لئے واجب ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے قول و فعل سے احکام الٰہی کی ترجمانی فرمائی ہے کہ کونسی چیز حلال ہے اور کونسی حرام، کیا جائز ہے اور کیا ناجائز، ان تمام معاملات میں اطاعت تو صرف خدا ہی کی کرنی ہے، مگر چونکہ آپ ﷺ ان معاملات کے مبلغ اور پہنچانے والے ہیں، اس لئے ہم آپ ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں، اور آپ ﷺ کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالی ہی کی اطاعت ہے۔ لہذا شریعت کے تمام معاملات میں صرف اللہ اور اس کے رسول ہی کی اطاعت

ضروری ہے،اور جو شخص اللہ اور رسول ﷺ کے سوا کسی اور کی اطاعت کرنے کا قائل ہو اوراس کو مستقل بالذات سمجھتا ہو تو یہ بات یقیناً مذموم ہے،لہذا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن وسنت کے احکام کی تابعداری اوراطاعت کرے۔

قرآن وحدیث میں بعض احکام ایسے ہیں جو آیات قرآنیہ اوراحادیث صحیحہ سے صراحۃً ثابت ہیں،جن میں بظاہر کوئی تعارض نہیں،اس قسم کے احکام ومسائل ''منصوصہ'' کہلاتے ہیں ،لیکن بعض احکام ایسے ہیں جن میں کسی قدر ابہام واجمال ہے، اور بعض آیات و احادیث ایسی ہیں جو چند معانی کا احتمال رکھتی ہیں،بعض محکم ہیں' اور بعض متشابہ' کوئی مشترک ہے تو کوئی مؤول،اور کچھ احکام ایسے ہیں کہ بظاہر قرآن کی کسی دوسری آیت یا کسی دوسری حدیث سے متعارض معلوم ہوتے ہیں۔ایسے موقع پر عمل کرنے والے کے لئے الجھن اور دشواری پیدا ہوتی ہے کہ وہ کس پر عمل کرے اور کونسا راستہ اختیار کرے۔اس الجھن کو دور کرنے اور صحیح مسئلہ کو سمجھنے کی ایک صورت تو یہ ہے کہ انسان اپنی فہم وبصیرت پر اعتماد کرکے اس کا خود ہی فیصلہ کرلے اور پھر اس پر عمل پیرا ہوجائے،اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس قسم کے معاملات میں ازخود کوئی فیصلہ کرنے کے بجائے یہ دیکھے کہ قرآن وسنت کے ان ارشادات سے ہمارے جلیل القدر اسلاف (حضرات صحابہ' تابعین' تبع تابعین) نے جو آپ ﷺ کے مبارک زمانہ میں یا آپ ﷺ کے قریب زمانہ میں تھے) نے کیا سمجھا ہے،اس پر عمل کرے،ظاہر ہے کہ یہی صوررت اعلی اور عقل کے عین مطابق ہے۔

تقلید وفقہ کے بغیر چارہ نہیں

کوئی آدمی یہ دعوی کرے کہ میں تو قرآن وسنت پر ہی چلوں گا' فقہ اور تقلید کی کوئی ضرورت نہیں، یہ دعوی تو زبان سے کردینا آسان ہے،مگر اس پر عمل ممکن نہیں۔اس کو ایک

مثال سے سمجھئے ! ایک شخص آج مسلمان ہوا اور اس نے کہا : مجھے اب کیا کرنا چاہئے؟ تو (کلمہ شہادت کے اقرار کے بعد) اب پہلا فرض نماز ہے تو اسے نماز سکھائی جائے گی، اب کوئی اس سے کہے کہ: بھئی ! تجھے نماز پڑھنی ہے، تو قرآن کریم کا ترجمہ لے اور صحاح ستہ خرید، اور اس کا مطالعہ شروع کر اور تلاش کر کہ: وضو کے فرائض کیا ہیں؟ نماز کی شرائط کیا ہیں؟ وغیرہ ذلک۔ یا آسان صورت یہ ہے کہ اسے کوئی آدمی وضو اور نماز سکھانا شروع کر دے، یا ''تعلیم الاسلام'' سے وضو اور نماز کا طریقہ سکھا دے۔ یہی تقلید اور اتباع ہے، کون صاحب عقل کہہ سکتا ہے کہ یہ ناجائز ہے، اور شرک ہے۔

ترک تقلید پر مشہور غیر مقلد اور اہل حدیث عالم کا ماتم

کسی مقلد و حنفی عالم کی نہیں، ایک مشہور غیر مقلد اور اہل حدیث عالم مولانا محمد حسین بٹالوی کی گواہی پڑھئے۔ اس خود رائی اور تقلید کے چھوڑنے کا ماتم کرتے ہوئے موصوف بالکل صحیح لکھتے ہیں کہ:

''پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق (ہونے کا دعوی کرتے ہیں) اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں، وہ بالآخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض عیسائی ہو جاتے ہیں اور بعض لا مذہب، جو کسی بھی دین کے پابند نہیں رہتے۔ اور احکام شریعت سے فسق وخروج تو اس آزادی کا ادنی کرشمہ ہے۔ ان فاسقوں میں بعض تو کھلم کھلا جمعہ، جماعت اور نماز، روزہ چھوڑ بیٹھتے ہیں، سود، شراب سے پرہیز نہیں کرتے، اور بعض جو کسی مصلحتِ دنیاوی کے باعث فسق ظاہری سے بچتے ہیں وہ فسق خفی میں سرگرم رہتے ہیں، ناجائز طور پر عورتوں کو نکاح میں پھنسا لیتے ہیں۔ کفر وارتداد اور فسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں، مگر دینداروں کے بے

دین ہو جانے کا بہت بڑا سبب یہ بھی ہے کہ وہ کم علمی کے باوجود تقلید چھوڑ بیٹھتے ہیں۔

(اشاعۃ السنۃ: نمبر:۴ر جلدا، مطبوعہ:۱۸۸۸ء)

تقلید ایک ضرورت

تقلید کیوں ضروری ہے اس کے لئے اس بات کو سمجھنا بھی ضروری ہے کہ فقہی احکام اپنے دلائل کے اعتبار سے پانچ قسم پر ہیں:

(۱)......جو ذریعہ ثبوت کے اعتبار سے بھی یقینی ہو اور اس کے الفاظ غیر مبہم طور پر اپنی مراد پر دلالت کرتے ہوں، مثلا: ﴿ حرمت علیکم امھاتکم ﴾۔ یہ آیت قرآنی ہے جو نہایت یقینی اور غیر مشکوک ذریعہ سے ہم تک پہنچی ہے، اور اپنے مفہوم میں بے غبار ہے کہ ماں سے نکاح کرنا جائز نہیں، ایسے احکام کو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ کہا جاتا ہے۔

(۲)......جن کا ذریعہ ثبوت یقینی ہو، لیکن وہ اپنا مفہوم بتلانے میں بالکل واضح اور غیر مبہم نہ ہوں، مثلاً قرآن مجید نے عدت کو ﴿ ثلاثۃ قروء ﴾ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ ’’قرء‘‘ کے معنی عربی میں حیض کے بھی ہیں اور طہر کے بھی، اس طرح یہ قطعی الثبوت تو ہے، لیکن ظنی الدلالۃ ہے۔

(۳)......جن کا ذریعہ ثبوت یقینی اور غیر مشکوک نہ ہو، لیکن ان کا مفہوم بالکل واضح ہو، مثلا: حدیث میں ہے کہ: بغیر پاکی کے قرآن نہ چھویا جائے ’’لا یمسہ الا طاھر‘‘ چونکہ یہ خبر واحد ہے جو قطعی نہیں، اس لئے کہ ظنی الثبوت ہے، لیکن اپنے مفہوم میں واضح ہونے کی وجہ سے قطعی الدلالۃ ہے۔

(۴)......جن کا ذریعہ ثبوت بھی غیر یقینی ہو اور وہ اپنے مقصود اور مفہوم کے اظہار میں بھی مبہم ہوں، جیسے: ’’تحریمھا التکبیر‘‘ کہ نماز کا تحریمہ تکبیر ہے، خبر واحد ہونے کی وجہ سے

اس کا ذریعہ ثبوت یقینی نہیں ہے،دوسری طرف تکبیر سے'' الله اکبر '' بھی مراد ہوسکتا ہے، اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ مطلقا اللہ کی کبریائی بیان کرنا مقصود ہے، چاہے اس کے لئے '' الله اکبر '' کہا جائے یا کوئی اور جملہ،ایسے احکام ظنی الثبوت اور ظنی الدلالۃ ہیں۔

(۵)...... پانچویں صورت یہ ہے کہ: ایسی دلیلیں جن کا ذریعہ ثبوت یقینی یا غیر یقینی ہو اور مفہوم بھی واضح اور بے غبار ہو،لیکن بظاہر وہ ایک دوسرے سے متعارض ہوں، مثلاً قرآن مجید کا ارشاد ہے:﴿ انکحوا الایامی منکم ﴾۔(پ:۱۸/سورۂ نور،آیت نمبر:۳۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں خود اپنا نکاح کرنے کی مجاز نہیں ہیں، جب ہی تو ان کے اولیاء کو حکم دیا گیا کہ وہ بے شوہر عورتوں کا عقد کریں۔ دوسری طرف فرمایا گیا: ﴿ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ ﴾۔(پ:۲/سورۂ بقرہ،آیت نمبر:۲۳۲)ان کو منع نہ کرو۔

یہاں نکاح کرنے کی نسبت خود عورتوں کی طرف سے کی گئی ہے،جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خود اپنا نکاح کرسکتی ہیں،ایسی صورتوں میں بھی ظاہری تعارض کی وجہ سے احکام ظنی ہوجاتے ہیں اور قطعیت باقی نہیں رہتی۔

غور کیا جائے تو ان میں پہلی صورت ایسی ہے کہ اس میں نہ فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، نہ اجتہاد کی ضرورت ہے،اور نہ تقلید درکار ہے،اس کے بعد بقیہ چار صورتیں کہ اکثر عملی اور فروعی احکام اسی نوع کے ہیں' میں اجتہاد و استنباط ضروری ہے۔

پھر اجتہاد کے لئے کم ازکم چار کام ضروری ہیں:

پہلا یہ کہ:......جن ذرائع سے یہ احکام ہم تک پہنچے ہیں وہ یقینی ہیں یا ان میں غلطی کا امکان ہے؟ کتب حدیث کا ذخیرہ اور اسماء رجال کا فن اسی مقصد کے لئے وجود میں آیا ہے۔

دوسرے یہ کہ:......ان دلائل کے ذریعہ ہم نے جو مفہوم سمجھا ہے،عربی زبان' قواعد اور

اصول استنباط کی رو سے یہ کس حد تک صحیح ہے؟ عربی لغت، نحو، صرف، معانی و بیان کے قواعد تو اس کے لئے ضروری ہیں ہی، یہ بھی ضروری ہے کہ اصول فقہ پر بھی وسیع اور گہری نظر ہو۔

تیسرے یہ کہ:......دو متعارض دلائل ہیں تو تاریخی اعتبار سے تقدم اور تأخر کی تحقیق کرے، اور یہ نہ ہو سکے تو ایسی تطبیق و توفیق پیدا کریں اور دونوں کے ایسے محل متعین کریں کہ تعارض ختم ہو جائے، ورنہ پھر حدیث و فقہ کے اصول کو سامنے رکھ کر ایک کو ترجیح دیں اور دوسرے کو ترک کر دیں۔

چوتھا یہ کہ:......شریعت کے مجموعی مزاج و مزاق اور اس کی روح سے آشنا ہو، اس کے لئے فقہی کلیات پر نظر ہو، جو ''قواعد فقہ'' اور ''ضوابط'' کے نام سے مستقل فن کی صورت میں معرض وجود میں آچکا ہے۔

اب ایک صورت تو یہ ہے کہ: کچھ لوگ اس نوع کے مسائل میں اجتہاد کا فریضہ انجام دیں اور اپنی قوت استدلال سے کام لے کر ان کا حل تلاش کریں، اور دوسرے لوگ جو علم و فہم کے اعتبار سے اپنے آپ کو اس سے قاصر پاتے ہوں اس حسن ظن کے ساتھ ان کی تحقیق پر بھروسہ کریں کہ انہوں نے صحیح طور پر احکام کو سمجھا ہوگا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ: ہر شخص کو اس بات کا مکلّف کیا جائے کہ وہ خود اس کا راجتہاد کو انجام دے۔ ہر صاحب عقل و صاحب انصاف کہے گا یہ دوسری صورت انسان پر ایک مشقت ہے جو اس کے لئے قابل برداشت نہیں، جبکہ پہلی صورت میں عام انسانوں کے لئے عافیت ہے، اسی کا نام ''تقلید'' ہے۔

تقلید شخصی کی ضرورت

تقلید چاہے مطلق ہو چاہے شخصی ہو اصلا جائز ہے، مگر زمانہ خیر القرون کے بعد شخصی تقلید

کوضروری نہ کہا جاتا تو بہت سے مفاسد کا خطرہ تھا، اس لئے نبض شناس علماء امت نے تقلید شخصی کو ضروری قرار دیا۔

لوگوں میں دیانت اور تقوی کا معیار پہلے لوگوں کے مقابلہ میں کم ہو رہا تھا، اس صورت میں مطلق تقلید کی اجازت ہوتی تو دین ایک کھلونا بن جاتا، ہر آدمی اپنی خواہش کے مطابق آسان مسئلہ کو اختیار کر لیتا جو اس کے نفس و چاہت کے موافق ہوتا، مثلا: ایک آدمی کو خون نکلا تو شافعی بن گیا کہ ان کے یہاں خون سے وضو نہیں ٹوٹتا، اور وضو کے بعد عورت کو چھو لیا تو حنفی ہو گیا کہ ان کے ہاں عورت کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اب اس وضو سے پڑھی گئی نماز نہ احناف کے یہاں ہوئی نہ شوافع کے ہاں۔

اسی طرح مکان کو خریدنے کے بارے حق شفعہ کا مسئلہ ہے کہ کوئی پڑوسی مکان خریدنے کا ارادہ کرے اور مالک اسے بیچنے سے انکار کرے تو یہ حنفی بن جائے کہ احناف کے یہاں شفعہ کا حق پڑوسی کو ہوتا ہے، اور جب مکان بیچنا چاہے اور پڑوسی کو نہ دینا چاہے تو شافعی بن جائے کہ شوافع کے ہاں پڑوسی کو شفعہ کا حق نہیں ہوتا۔

اگر تقلید مطلق کا دروازہ کھلا رکھا جاتا تو خواہش پرست طبقہ اسلاف کے ان شاذ اور مرجوح اقوال کو لے کر دین کو کھلم کھلا مذاق بنا لیتا، مثلا:

(۱)......شوافع کے نزدیک شطرنج کھیلنا جائز ہے۔

(۲)......حضرت عبداللہ بن جعفر رحمہ اللہ کی طرف غناء و مزامیر کے جواز کا قول منسوب ہے۔ (اتحاف السادة المتقين، للزبیدی ص۴۵۹ ج۶)

(۳)......حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ بے سایہ تصاویر کے جواز کے قائل تھے۔

(نووی شرح مسلم ص۱۹۹ ج۲، باب صورة الحیوان)

(۴)......حضرت عطاء بن رباح رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اگر عید جمعہ کے دن ہو تو اس روز جمعہ اور ظہر دونوں ساقط ہو جاتے ہیں، اور عصر تک کوئی نماز فرض نہیں ہوتی۔

(تهذيب الاسماء واللغات ، للنووی ص۴۵۹ ج۶)

(۵)......داؤد ظاہری اور ابن حزم کے نزدیک جس عورت سے نکاح کا ارادہ ہو اسے ننگا دیکھنا جائز ہے۔(تحفة الاحوذی للمبارکپوری ص۱۷۰ ج۲۔فتح الملهم ص۴۷۶ ج۴)

(۶)......اور ابن سحنون رحمہ اللہ کے نزدیک دبر میں وطی کے جواز کا قول منسوب ہے۔

(تلخيص الحبير للحافظ ابن حجر رحمه الله ص۱۸۶/۱۸۷ ج۳)

(۷)......امام اعمش رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے کہ: ان کے نزدیک روزہ کی ابتدا طلوع فجر کے بجائے طلوع آفتاب سے ہوتی ہے۔

تشریح:......علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے امام اعمش رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کرکے بڑا دلچسپ جملہ لکھا ہے کہ: ''خالف فی ذلک الاعمش ولا یتبعہ الا الاعمی''۔

یعنی امام اعمش رحمہ اللہ کے اس قول کی مخالفت کی ہے اور کوئی اس کا اتباع نہیں کرتا' سوائے اعمی (اندھے) کے۔(روح المعانی للآلوسی ص۶۷ ج۲،سورۂ بقرہ،آیت:۱۸۷)

تقلید شخصی کے ضروری ہونے کی ایک عام فہم مثال

تقلید ایک معقول چیز ہے، معمولی عقل والا بھی بہ خوبی جانتا ہے کہ دنیوی امور میں بھی ہر شخص (اگر چہ وہ کچھ علم رکھتا ہو) کسی فن میں مہارت حاصل کئے بغیر اور اساتذہ سے پڑھے بغیر اپنے مطالعہ کی بنیاد پر عمل کرے گا تو ٹھوکر کھائے گا، اگر بیمار آدمی کتب طب سے اپنا علاج خود ڈھونڈنا چاہے تو نقصان اٹھائے گا، اس کو لامحالہ کسی طبیب سے مشورہ کرنا ہوگا اور اس کی بات ماننی ہوگی، ڈاکٹر کے پاس علاج کے لئے جانا پڑے گا، خواہ اپنے تمام

امراض کا علاج ایک ڈاکٹر سے کرائے جو اس کا فیملی ڈاکٹر ہو، یا مختلف امراض میں مختلف ڈاکٹروں سے علاج کرائے، دونوں صورتیں صحیح ہیں، لیکن علاج ضروری ہے۔اب اگر یہ شخص ایک ہی مرض میں مختلف ڈاکٹروں سے نسخے لکھوائے، پھر ان نسخوں میں سے اپنی جانب سے کچھ دوائیاں منتخب کرتا ہے کہ ایک ڈاکٹر کی تجویز کردہ ٹیبلیٹ لیتا ہے، دوسرے کا انجکشن، تیسرے کی کیپسول، اور چوتھے کی پینے کی دوا لے، ظاہری بات ہے کہ کوئی بھی عقل مند نہیں کہے گا کہ اس کا یہ فعل درست ہے بلکہ یہ شخص صحت یاب ہونے کے بجائے مزید بیمار ہوگا، ہاں مختلف مواقع میں مختلف ڈاکٹروں، اطباء یا ہومیوپیتھک ڈاکٹروں سے علاج کراتا ہے تو کوئی حرج نہیں، پھر بھی یہ بات مزاج کے موافق نہ ہوگی۔

اسی طرح مسائل شرعیہ میں اگر کسی ایک ہی امام کی تقلید کرتا ہے تو محفوظ رہتا ہے، اگر ایک مسئلہ میں چند مجتہدین کے حکم پر عمل کرتا ہے تو یہ ابطالِ شرع ہے، اور اپنی خواہش کی اتباع ہے، ایسا آدمی نقصان اٹھائے گا، بجائے ہدایت کے ضلالت میں جا گرے گا۔

(فتاوی فلاحیہ ص۴۸۹ ج۱)

متقدمین میں تقلید شخصی تھی یا نہیں؟

رہا یہ سوال کہ متقدمین نے تقلید شخصی کیوں نہیں کی؟ سو اول تو یہ سوال ہی درست نہیں بلکہ متقدمین میں تقلید شخصی کا رواج رہا، (جس کی کئی مثالیں میرے رسالہ ''تقلید'' میں دیکھی جاسکتی ہیں)

دوسری بات اگر مان بھی لیا جائے کہ متقدمین میں تقلید شخصی نہیں تھی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ: اس زمانہ میں فقہی مذاہب مکمل طور پر مدون نہیں ہوئے تھے، مگر بعد میں جب فقہی مذاہب مدون ہو چکے اور ان کے اصول وقواعد اور فروعات پر علماء امت کی قیمتی تصانیف

وجود میں آگئیں تو اب کسی کے لئے تقلید شخصی اختیار کئے بغیر چارہ نہیں۔

ہر بات میں حدیث کا مطالبہ

عجیب بات ہے کہ اہل حدیث (غیر مقلدین) مقلدین سے ہر بات میں حدیث کا مطالبہ کرتے ہیں، جبکہ ہم اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں، ہم نے کب اہل حدیث ہونے کا دعوی کیا، حدیث تو ہر بات میں آپ کو پیش کرنی چاہئے۔ حالانکہ بیشمار مسائل میں وہ بھی قیاس ہی سے کام چلاتے ہیں۔ کوئی ان سے پوچھے حدیث کی تعریف حدیث سے کر دو، قیامت تک نہیں کر سکتے۔

اہل حدیث حضرات بھی سے ان مسائل میں حدیث نہیں پیش کر سکتے

اہل حدیث حضرات بھی دسیوں مسائل ایسے ہیں جن میں حدیث نہیں پیش کر سکتے، سوائے تقلید کے کوئی راستہ نہیں۔ بطور نمونہ صرف چند لکھتا ہوں، مثلا:

(۱)......تکبیر تحریمہ امام زور سے کہتا ہے، مقتدی آہستہ، کس حدیث میں ہے؟

(۲)......امام ''سمع اللہ لمن حمدہ'' زور سے کہے اور مقتدی ''اللھم ربنا لک الحمد'' آہستہ، کس حدیث میں ہے؟

(۳)......امام ''السلام علیکم'' زور سے کہے اور مقتدی آہستہ، کس حدیث میں سے؟

(۴)......امام تکبیر زور سے کہے اور درود شریف آہستہ، کس حدیث میں ہے؟

(۵)......امام درود شریف کے بعد دعا آہستہ پڑھتا ہے، کس حدیث میں ہے؟

(۶)......رخسار کے بال کٹوانا جسے خط بنوانا کہتے ہیں، اسی طرح پنڈلی اور سینہ کے بال منڈوانے کا جواز یا عدم جواز کس حدیث میں ہے؟۔

(۷)......اہل حدیث دعاء قنوت میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں، ان کا یہ عمل کس حدیث

میں ہے؟۔

(۸)......اہل حدیث بلا تکبیر کہے ہوئے دعاء قنوت میں ہاتھ اٹھاتے ہیں، تکبیر کا نہ کہنا کس حدیث میں ہے؟۔

(۹)......اہل حدیث قنوت سرًا پڑھتے ہیں یا جہرًا، سرًا یا جہرًا پڑھنے کی صراحت کس حدیث میں ہے؟۔

تقلید پر بیس (۲۰) اعتراضات اور ان کے جوابات

تقلید پر چند مشہور اور عام اعتراضات بھی کئے جاتے ہیں، مناسب ہے کہ ان میں چند کا ذکر یہاں کر دیا جائے۔

آیت ﴿ بَلۡ نَتَّبِعُ مَا اَلۡفَیۡنَا عَلَیۡهِ اٰبَآءَ نَا ﴾ سے تقلید کا عدم جواز

(۱)......قرآن کریم میں تقلید کی مذمت فرمائی ہے:

﴿ وَاِذَا قِیۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا مَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَا اَلۡفَیۡنَا عَلَیۡهِ اٰبَآءَ نَا ط اَوَلَوۡ کَانَ آ بَاؤُ هُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ شَیۡئًا وَّلَا یَهۡتَدُوۡنَ ﴾۔(پ:۲،سورۂ بقرہ،آیت نمبر:۱۷۰)

ترجمہ:......اور جب ان (کافروں) سے کہا جاتا ہے کہ اس کلام کی پیروی کرو جو اللہ نے اتارا ہے، تو وہ کہتے ہیں کہ نہیں! ہم تو ان باتوں کی پیروی کریں گے جن پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے۔ بھلا کیا اس صورت میں بھی (ان کو یہی چاہئے) جب ان کے باپ دادے (دین کی) ذرا بھی سمجھ نہ رکھتے ہوں، اور انہوں نے کوئی (آسمانی) ہدایت بھی حاصل نہ کی ہو؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:......اس آیت سے تقلید پر اعتراض قطعاً نہیں کیا جا سکتا، اس لئے کہ یہ آیت مشرکین کے رد میں نازل ہوئی جو عقائد توحید، رسالت اور آخرت جیسے مسائل میں حق کو قبول کرنے کے بجائے اپنے باپ دادا کے کے طریقہ کی پیروی پر مصر تھے۔

آیت ﴿ اِتَّخَذُوۡ آ اَحۡبَارَهُمۡ وَ رُهۡبَانَهُمۡ، الخ ﴾ سے تقلید کا عدم جواز

(۲)......اس آیت کو تقلید کے رد میں پیش کیا جاتا ہے:

﴿ اِتَّخَذُوۡ آ اَحۡبَارَهُمۡ وَ رُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ﴾۔

ترجمہ:......انہوں نے اللہ کے بجائے اپنے احبار (یعنی یہودی علماء) اور راہبوں (یعنی عیسائی درویشوں) کو خدا بنالیا ہے۔(پ:۱۰،سورۂ توبہ،آیت نمبر:۳۱)

اس کا جواب یہ ہے کہ:......اس آیت سے بھی تقلید پر اعتراض نہیں ہوسکتا، اس لئے کہ آیت میں خدا بنانے کا مطلب یہ ہے کہ: ان علماء کو ان نے متبعین کے یہ اختیارات دے رکھے تھے کہ وہ جس چیز کو حلال کرنا چاہیں حلال کردیں اور جس چیز کو حرام کرنا چاہیں حرام کردیں۔

حدیث: عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے تقلید پر اعتراض

(۳)......تقلید کی مخالفت میں یہ حدیث پیش کی جاتی ہے:

’’عن عدی بن حاتم قال : اتیت النبی صلی الله علیه وسلم وفی عُنقی صَلیب من ذهبٍ ، فقال : یا عدی ! اطرح عنک هذا الوَثَنَ ، وسمعته یقرأ فی سورة براء ة : ﴿ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ قال : أما انهم لم یکونوا یعبدونهم ولکنّهم کانوا اذا احلّوا لهم شیئا استحلوه ، واذا حرّموا علیهم شیئا حرّموه‘‘۔(ترمذی، باب ومن سورة التوبة ، ابواب التفسیر ، رقم الحدیث:۳۰۹۵)

ترجمہ:......حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میرے گردن میں سونے کی صلیب تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: اے عدی! اس کو اتار پھینکو، اور میں نے آپ ﷺ کو سورۂ برأت کی یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا کہ: ’’انہوں نے اللہ کے بجائے اپنے احبار اور راہبوں کو خدا بنالیا ہے‘‘ چنانچہ (اس آیت کی تفسیر میں) آپ ﷺ نے فرمایا کہ: یہ لوگ اپنے علماء اور راہبوں کی پرستش تو نہیں کرتے تھے، لیکن ان کے علماء اور راہب ان کے لئے کوئی چیز حلال کرتے تو یہ اسے

حلال قرار دیتے اور جب وہ ان پر کوئی چیز حرام کرتے تو یہ اس کو حرام قرار دیتے تھے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:......اس حدیث سے بھی تقلید پر اعتراض نہیں ہوسکتا، کیونکہ کس مقلد نے اپنے امام کو اس کا اختیار دیا ہے کہ وہ حلال کو حرام قرار دے، اور حرام کو حلال کرے۔ حدیث میں جس تقلید کی نفی ہے، اس میں تو صراحت ہے کہ:

''ان کے علماء اور راہب جب ان کے لئے کوئی چیز حلال کرتے تو یہ اسے حلال قرار دیتے اور جب وہ ان پر کوئی چیز حرام کرتے تو یہ اس کو حرام قرار دیتے تھے''۔

مقلدین اپنے ائمہ کو شارح کہتے ہیں شارع نہیں قرار دیتے۔ اور نصاری نے پوپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا، اس کا اندازہ ''انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا'' کی اس عبارت سے لگایا جاسکتا ہے:

''لہذا پوپ عقائد کے معاملے میں مقتدر اعلی ہونے کی حیثیت سے اسی حجیت اور اسی معصومیت کا حامل ہے جو پورے کلیسا کو مجموعی طور سے حاصل ہے، چنانچہ پوپ واضع قانون اور قاضی کی حیثیت میں وہ تمام اختیارات رکھتا ہے جو کلیساؤں کی اجماعی کونسل کو حاصل ہیں، چنانچہ پوپ کے اقتدار اعلی کے دو لازمی حقوق ہیں: ایک عقائد وغیرہ کے معاملے میں معصوم عن الخطاء ہونا، اور دوسرے تمام اہل عقیدہ پر ہر پہلو سے مکمل قانونی اختیار۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ص۲۲۲/۲۲۳ ج ۱۸، مطبوعہ: ۱۹۵۰ء، مقالہ: پوپ)

حدیث: ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے تقلید پر اعتراض

(۴)......تقلید کے خلاف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک ارشاد بھی پیش کیا جاتا ہے: '' لا يقلِّدن رجل رجلا دينه ' ان اٰمن اٰمن' وان كفر كفر ''

(الاعتصام ص۸۷۶ ج۲، فصل اتباع الهوى)

ترجمہ:......کوئی شخص اپنے دین میں کسی دوسرے شخص کی ایسی تقلید نہ کرے کہ اگر وہ ایمان لائے تو یہ بھی ایمان لائے، اور اگر وہ کفر کرے تو یہ بھی کفر کرے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:......اس ارشاد سے بھی تقلید پر اعتراض نہیں ہوسکتا، اس لئے کہ ایسی تقلید کو کون جائز کہتا ہے۔

اعتراض: کس حدیث میں ایک ہی امام کی تقلید کا حکم ہے؟

(۵)......کس حدیث میں ایک ہی امام کی تقلید کرنا آیا ہے؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:......کس حدیث میں ہے کہ نو (۹) قرأتوں کو چھوڑ کر صرف ایک ہی قرأت پر اکتفا کرو۔

جب چاروں ائمہ برحق ہیں تو ایک امام کی تقلید سے چوتھا حصۂ دین ملے گا

(۶)......جب چاروں امام حق پر ہیں تو ایک امام کی تقلید سے چوتھا حصہ دین کا ملے گا؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:......ایک قرأت پر قرآن پڑھنے میں دسواں حصہ ثواب ملنا چاہئے۔ اسی طرح ایک امام کی تقلید سے پوری سنت پر عمل کا اجر ملے گا۔

اعتراض: دین تو مکہ اور مدینہ میں نازل ہوا، کوفہ سے کیوں لیا؟

(۷)......دین تو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں نازل ہوا، کوفہ سے کیوں لیا؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:......قرآن کے دس قاریوں میں مکی بھی ہیں مدنی بھی ہیں، پھر صرف قاری عاصم کوفی رحمہ اللہ کی قرأت پر قرآن کیوں پڑھ رہے ہو، تم مکہ یا مدینہ والی قرأت پڑھو۔ پھر اکثر محدثین بھی مکہ و مدینہ والے نہیں ہیں، ان کی احادیث بھی نہ لو، مکہ مدینہ والی احادیث لو۔ مدینہ والی احادیث ''مؤطا امام مالک'' ہے، وہاں سے تو آپ لیتے نہیں۔

اعتراض......چاروں ائمہ حق پر ہیں تو سب کی تقلید کیوں نہیں کرتے؟

(۸)......چاروں امام حق پر ہیں تو سب کی تقلید کیوں نہیں کرتے؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:......سب انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام حق پر ہیں، تو جمعہ کے دن شریعت محمدی کے مطابق جمعہ ادا کرلیا کرو، ہفتہ کو دین عیسوی کے مطابق چرچ جایا کرو، اتوار کو دین موسوی کے مطابق کوئی عبادت کرلیا کرو۔

سارے انبیاء حق پر ہیں، مگر ہم اتباع صرف حضرت محمد ﷺ کی کریں گے، ان کے وہ مسائل جو ہماری شریعت کے موافق نہیں، ان کو منسوخ کہتے ہیں، اور منسوخ پر عمل کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح ائمہ اربعہ حق پر ہیں، لیکن ائمۂ ثلاثہ کے وہ مسائل جو ہمارے مسلک کے موافق نہیں ہیں، ان کو ہم مرجوح کہتے ہیں۔ اور مرجوح پر عمل جائز نہیں۔

حسن بصری، مجاہد، قتادہ، اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کی تقلید کیوں نہیں کرتے؟

(۹)......مقلدین حضرت حسن بصری، حضرت مجاہد، حضرت قتادہ، اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کی تقلید کیوں نہیں کرتے، امام اعظم رحمہ اللہ کی تقلید کیوں کرتے ہیں؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب حدیث پڑھاتے تو کبھی ''رواہ البخاری'' نہیں کہتے تھے، اب کوئی کہے کہ: اس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کتاب کیوں نہیں مانتے ہیں؟ یہی کہا جائے گا کہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کتاب آج کوئی مستقل موجود نہیں، حضرت ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کے فتاوی، وہ امام محمد رحمہ اللہ کی ''کتاب الآثار'' میں ہیں۔ مکمل جو مدون کی گئی ہے وہ ابو حنیفہ کی فقہ ہے، اس میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے فتاوی بھی آ گئے، حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے فتاوی بھی آ گئے، اس کو ماننا سب کو ماننا ہے، جیسے ہم قاری عاصم رحمہ اللہ کی قرأت پڑھتے ہیں، لیکن حضرت

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی نہیں پڑھتے ، کیونکہ وہ اس میں آ گئی ہے۔

اعتراض......مجتہدین تو بہت ہوئے چار میں انحصار کیوں

(۱۰)......مجتہدین تو بہت ہوئے چار میں انحصار کیوں؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:......اگر پانچ یا تین ہوتے تو اس پر بھی اعتراض ہوتا کہ تین کیوں، پانچ کیوں؟

دوسری بات یہ ہے کہ: جس قدر تفصیل کے ساتھ ہر باب اور ہر فصل کے مسائل ''کتاب الطھارۃ '' سے لے کر''کتاب الفرائض '' تک ائمہ اربعہ کے مذاہب میں مدون اور مجتمع ہیں، ان کے علاوہ کسی اور مجتہد کے مسائل مدون اور مجتمع نہیں ہیں۔دوسرے مجتہدین امت رحمہم اللہ کے اقوال خال خال مختلف کتب میں ملتے ہیں، اس لئے ائمہ اربعہ کے علاوہ اور حضرات کی تقلید ممکن نہیں ہے۔

پھر چار کے عدد میں کچھ ایسی خصوصیت ہے کہ بہت سی چیزیں چار کے عدد میں مشہور ہوئیں، دیکھئے!:

(ایک)......انبیاء اور رسل بہت ہوئے مگر جلیل القدر انبیاء چار ہیں:(۱): حضرت محمد ﷺ (۲): حضرت ابراہیم (۳): حضرت موسیٰ (۴): حضرت عیسیٰ علیہم الصلوۃ والسلام۔

(دو)......آسمانی کتابیں چار ہیں:(۱): قرآن مجید (۲): تورات (۳): زبور (۴): انجیل،

(تین)......فرشتے بیشمار ہیں، مگر مشہور چار ہیں: (۱): حضرت جبرئیل (۲): حضرت میکائیل، (۳): حضرت عزرائیل (۴): حضرت اسرافیل علیہم الصلوۃ والسلام۔

(چار)......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت ہیں، مگر چار بڑی خصوصیت کے حامل ہیں: (۱): حضرت ابوبکر، (۲): حضرت عمر، (۳): حضرت عثمان، (۴): حضرت علی رضی اللہ عنہم۔

(پانچ)......اللہ تعالی کی قدرت کی نشانیاں بیشمار ہیں، مگر اللہ تعالی نے سورۂ غاشیہ میں چار کو بیان فرمایا: (۱): اونٹ (۲): آسمان (۳): پہاڑ (۴): زمین۔

اعتراض......چاروں ائمہ حق پر، تو ان میں حلال وحرام کا اختلاف کیسے؟

(۱۱)......چاروں ائمہ حق پر ہیں پھر ان میں حلال وحرام کا اختلاف کیسے؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:......حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام میں بھی حلال وحرام کا اختلاف تھا، ایک نبی کی شریعت میں بہن سے نکاح جائز، تو دوسرے نبی کے مذہب میں حرام۔ حضرت یعقوب علیہ الصلوۃ والسلام کی دونوں بیویاں حقیقی بہنیں تھیں، حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کی شریعت میں یہ حرام کر دیا گیا۔

اعتراض: ائمہ چار ہو گئے اس لئے اختلاف ہو گیا اس لئے سب کو چھوڑ دو

(۱۲)......ائمہ چار ہو گئے اس لئے اختلاف بہت ہو گیا، اس لئے سب کو چھوڑ دینا چاہئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:......ہمارے یہاں علاج کے چار طریقے ہیں: ایلو پیتھی، ہومیو پیتھی، آریو ویدک، یونانی، اور چاروں میں آپس میں طریق علاج میں یقیناً اختلاف ہے، تو کیا وہاں بھی یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ کوئی مرتا ہے مرے علاج بالکل نہیں کروانا۔

دوسرا یہ کہ:......چار کا اختلاف زیادہ ہے یا دس کا؟ دس کا اختلاف بڑا ہے، تو قرأتوں میں دس طرح کا اختلاف ہے، تو پہلے قرآن کو چھوڑ دینا چاہئے، اس لئے کہ اس میں اختلاف زیادہ ہے۔

تیسرا یہ کہ:......صحاح ستہ کی احادیث میں بھی بہت اختلاف ہے تو کیا سب احادیث کو بھی چھوڑ دیا جائے؟

میرا کوئی قول قرآن وحدیث کے خلاف ہوتو اسے دیوار پر ماردو

(۱۳)......امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ: میرا کوئی قول قرآن وحدیث کے خلاف ہوتو اسے دیوار پر ماردو،لہذا صحیح حدیث کے مقابلہ میں امام صاحب کے قول کورد کر دیا جائے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:......امام صاحب رحمہ اللہ کا یہ فرمان تو بڑے کمال کی دلیل ہے، واقعی اگر امام صاحب رحمہ اللہ کا کوئی قول قرآن وحدیث کے خلاف ہوتو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا،لیکن کون بتائے گا کہ آپ کا یہ قول قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔اس کے لئے مجتہد چاہئے جو اپنے قوت اجتہاد سے ان اقوال کا موازنہ کرے اور پھر کوئی حکم لگائے، یہ نہیں کہ پندرھویں صدی کے کچھ لوگ کھڑے ہوجائیں اور حکم لگانا شروع کردیں کہ یہ قول قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ایک ماہر ڈاکٹر کوئی نسخہ لکھے اور کہے کہ جاؤ چیک کراؤ،اگر کوئی اس نسخہ کو غلط کہہ دے تو اس کو نالی میں پھینک دو،اس کا مطلب یہ ہے کہ ڈاکٹر کو اپنے نسخہ پر پورا اعتماد اور ناز ہے کہ،اب کوئی اس نسخہ کو چمار کے پاس لے جائے یا کمہار کے پاس لے جائے کہ دیکھو یہ ڈاکٹر کا نسخہ صحیح ہے یا نہیں؟ تو کیا اس نسخہ کو چمار چیک کرے گا یا کمہار چیک کرے گا۔امام صاحب رحمہ اللہ نے کب فرمایا کہ: میرا قول کسی چمار یا کمہار سے چیک کرانا۔

اللہ نے دو ہاتھ دیئے ہیں،:ایک قرآن کے لئے دوسرا حدیث کے لئے

(۱۴)......قرآن وحدیث ہی سب کچھ ہیں،اللہ تعالی نے ہمیں دو ہاتھ دیئے ہیں،ایک قرآن کے لئے،ایک حدیث کے لئے۔دو کان دیئے ہیں ایک قرآن سننے کے لئے دوسرا حدیث سننے کے لئے،فقہ کے لئے نہ ہاتھ ہے نہ کان۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:......حدیث شریف میں ہے:’’ العلم ثلاثة : آیة محکمة ' سنة قائمة ' وفریضة عادلة ‘‘۔حدیث تو تین علم بتلارہی ہے۔

اچھا ذرا حدیث سے یہ بھی متعین کردو کہ قرآن والا ہاتھ کونسا ہے اور حدیث والا کونسا؟ اگر کسی کا داہنا ہاتھ کٹا ہو تو بخاری چھوڑے گا یا قرآن؟ اور کسی کے دونوں ہاتھ کٹے ہوں تو وہ کیا کرے۔

مجتہدین رسول تو نہیں ہیں، اس لئے ان سے اختلاف تو کیا جاسکتا ہے

(۱۵)......مجتہدین اللہ اور رسول تو نہیں ہیں، اس لئے ان سے اختلاف تو کیا جاسکتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:...... بیشک مجتہدین سے مجتہدین کو اختلاف کا حق ہے اور انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے اختلاف کیا ہے، احناف سے شوافع سے' مالکیہ سے حنابلہ سے وغیر ذلک، لیکن ہر ایرے غیرے کو کس نے یہ حق دیا کہ ائمۂ مجتہدین سے اختلاف کرے۔

ایک ڈاکٹر کو حق ہے کہ ڈاکٹر سے اختلاف کرے، کیا اس کو یہ بھی حق ہے کہ وہ وکیل سے اختلاف کرے۔ایک وکیل کو یہ حق ہے کہ وہ وکیل سے اختلاف کرے، کیا ایک وکیل کسی ڈاکٹر سے فن ڈاکٹری میں بحث وجدال شروع کرے اور اختلاف کرے تو یہ اس کو حق نہیں دیا جائے گا۔

اعتراض: فقہ کی تدوین دور نبوی ﷺ کے بعد کی ایجاد ہے

(۱۶)......مسائل فقہ اور اسلامی احکام کی تدوین دور نبوت میں نہیں تھی، یہ بعد کی ایجاد ہے، اس لئے یہ بدعت ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:......قرآن کریم بھی دور نبوی میں یکجا نہیں تھا، بعد میں حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم سے جمع کیا گیا۔احادیث کی تدوین بھی آپ ﷺ کی وفات کے بعد ہوئی ،اور کتب احادیث بھی بعد میں مرتب کی گئیں۔

فرض٬ واجب سنت وغیرہ فقہاء کی ایجاد ہے،حدیث میں نہیں ہیں

(۱۷)......فرض٬ واجب سنت وغیرہ فقہاء کی ایجاد ہے،حدیث میں نہیں ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:......امام بخاری رحمہ اللہ نے ابواب قائم کئے ہیں : باب وجوب الصلاۃ فی الثیاب ٬ باب ایجاب التکبیر فی افتتاح الصلوۃ ٬ باب وجوب القراءۃ۔

اب یہ اعتراض تو امام بخاری رحمہ اللہ پر بھی ہوگا۔

صحیحین میں امام صاحب کی روایت کا نہ ہونا ان کے ضعف کی دلیل ہے

(۱۸)......صحیحین میں امام بخاری وامام مسلم رحمہما اللہ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کوئی روایت نہیں لی ، یہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حدیث میں ضعف کی دلیل ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:......امام شافعی رحمہ اللہ تو مشہور محدث ہیں٬ صحیحین میں ان کی کوئی روایت بھی روایت نہیں ہے۔نیز امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ٬ امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ ہیں، ایک مدت تک امام بخاری رحمہ اللہ ان کی خدمت میں رہے،لیکن ''بخاری شریف'' میں ان سے صرف ایک روایت لی ہے، وہ بھی احمد بن حسن کے واسطے سے۔

(بخاری ص۶۴۲ ج۲، باب کم غزی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، رقم الحدیث:۴۴۷۳)

اور تین مقامات پر ان کا تذکرہ بغیر روایت کے ہے: کہیں: ''قال احمد '' کے لفظ سے٬ کہیں: ''ذکر لنا'' کے لفظ سے، مثلا:

حدیث: ''شهران لا ینقصان : شهرا عید رمضان و ذو الحَجّة'' کے تحت ہے:

''قال احمد بن حنبل : ان نقص رمضان تم ذو الحجة ٬ وان نقص ذو الحَجة تم

رمضان ''۔(بخاری ص۲۵۶ج۱، باب شهرا عيد لا ينقُصان ، رقم الحديث:۱۹۱۲)

معلوم ہوا کہ صحیحین کا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی روایت سے خالی ہونا ان کے حدیث میں کمزور ہونے کی دلیل نہیں، ورنہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ جیسے مشہور محدثین کو بھی ضعیف کہنا پڑے گا۔

نوٹ:......دار السلام للنشر والتوزیع' ریاض سے''الکتب الستة'' کے نام پوری صحاح ستہ ایک جلد میں شائع ہوئی ہے،اس میں اس حدیث کے تحت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا جملہ نہیں ہے، حالانکہ ہندی نسخہ میں ہے۔اسی طرح'' نعمة الباری ''(ص۳۹۶ج۴) میں بھی یہ جملہ نہیں ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ:......جن محدثین کے تلامذہ اتنی کثرت سے موجود تھے کہ وہ اپنے استاذ کی احادیث کو جمع کر سکتے ہیں' محفوظ کر سکتے ہیں' ان کی طرف' امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ نے زیادہ التفات نہیں کیا، امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ ان ہی میں ہیں۔ ہاں جن ائمہ ومحدثین کے یہاں اتنے تلامذہ وطلباء موجود نہیں تھے کہ جو ان کی احادیث کو محفوظ رکھ سکیں ان کی احادیث کو جمع کرنے کا اہتمام کیا، تا کہ وہ ضائع نہ ہوجائیں۔

''بخاری شریف'' میں بائیس (۲۲) حدیثیں ثلاثی ہیں، ان میں سے بیس (۲۰) احادیث ایسی ہیں جن کے راوی سب حنفی ہیں، اور دو حدیثوں میں غیر حنفی راوی ہیں۔

(ملفوظات فقیہ الامت ص۱۱۰/قسط۳۔اور ص۱۶/قسط۶۔اور ص۳۶/قسط۹۔فتاوی حقانیہ ص۲۹ج۲)

اعتراض......اگر تقلید واجب ہوتی تو امام بخاری رحمہ اللہ ضرور تقلید کرتے

(۱۹)......امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی تقلید نہیں کی، اگر تقلید واجب ہوتی امام بخاری رحمہ اللہ ضرور تقلید کرتے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:......امام بخاری رحمہ اللہ مقلد تھے، شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کو شافعی قرار دیا ہے۔(کشاف ترجمہ انصاف ص ٦٧)

طبقات الشافعیہ میں امام سبکی رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کو شافعی لکھا ہے۔

حافظ ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہما اللہ، امام بخاری رحمہ اللہ کو حنبلی بتلاتے ہیں۔

(فتاوی ابن تیمیہ ص۲۳۲ ج ۲۵۔اعلام الموقعین ص ۲۲۶ ج ۱)

خود اہل حدیث عالم، نواب حسن صدیق خان صاحب نے امام بخاری رحمہ اللہ کو شافعی بتلایا ہے۔(ابجد العلوم ص ۸۱)

معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ یا شافعی تھے یا حنبلی، اور اگر مان لیا جائے کہ وہ مقلد نہیں تھے، بلکہ مجتہد تھے تو ایسے مجتہد تھے کہ ان کے فقہی مسلک کو امت نے قبول نہیں کیا، اور نہ اسلام کی تاریخ میں امام بخاری رحمہ اللہ کا کوئی متبع نظر آتا ہے۔امام ترمذی رحمہ اللہ، امام بخاری رحمہ اللہ کے خاص شاگرد تھے، وہ حدیث کے سلسلہ میں تو امام بخاری رحمہ اللہ کی رائے اور ان کا قول نقل کرتے ہیں، مگر فقہی مذہب کے بیان میں ان کا کہیں ذکر نہیں کرتے، یعنی خود امام ترمذی رحمہ اللہ کی نگاہ میں امام بخاری رحمہ اللہ صرف محدث تھے، فقہ میں ان کا الگ سے کوئی مذہب نہیں تھا۔(ارمغان حق ص ۲۸۳ ج ۲)

اعتراض......کیا حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام مقلد ہوں گے

(۲۰)......کیا حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام مقلد ہوں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:......حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام اللہ کے نبی تھے اور دوبارہ دنیا میں نبی ہی بن کر تشریف لائیں گے، اور جو منصب نبوت سے سرفراز ہو وہ ہمیشہ متبوع ہی ہوتے ہیں، وہ کسی کے تابع نہیں ہوتے۔کسی فقہی کتب یا شروح حدیث میں اس طرح کا

قول نہیں ہے کہ حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام مقلد ہوں گے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کریں گے۔

اگر کسی بزرگ کا کشف ہو اور انہوں نے اپنے کشف سے اس طرح کی کوئی بات فرمائی ہو تو' اولاً کشف کوئی قطعی اور شرعی حجت نہیں ہے۔

اصل بات یہ ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی طرف اس قسم کی بات منسوب کی گئی ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے قطعاً یہ نہیں فرمایا کہ: حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام' کسی کے مقلد ہوں گے اور تقلید کریں گے، بلکہ انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ:

ترجمہ:......یعنی پس ممکن ہے کہ وہ بات جس کو خواجہ پاشا رحمہ اللہ نے ''فصول الستہ'' میں ذکر فرمائی ہے کہ حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام نازل ہونے کے بعد امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب پر عمل کریں گے، اسی مناسبت کی وجہ سے (جو امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کے مابین رہی ہے) خواجہ پاشا رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کا اجتہاد امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اجتہاد سے موافقت رکھے گا نہ یہ کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کریں گے، اس لئے کہ حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام اس سے بہت اعلی وارفع ہیں کہ وہ اس امت کے علماء میں سے کسی کی تقلید کریں۔

یہ ہے اصل عبارت اور اس کو کس طرح پیش کیا جاتا ہے۔ (ارمغان حق ص ۱۱۱ ج ۳)

....

نوٹ:......رسالہ کے تمام مضامین درج ذیل کتب سے ماخوذ ہیں:

(۱)......تقلید کی شرعی ضرورت ۔از: حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ

(۲)......الکلام المفید فی اثبات التقلید ۔از: حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب رحمہ اللہ

(۳)......اختلاف امت اور صراط مستقیم ۔از: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

(۴)......خطبات صفدر۔از: حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمہ اللہ۔

(۵)......فتوحات صفدر۔از: حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمہ اللہ۔

(۶)......تجلیات صفدر۔از: حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمہ اللہ۔

(۷)......ارمغان حق ۔از: حضرت مولانا ابوبکر صاحب غازیپوری رحمہ اللہ۔

(۸)......تقلید کی شرعی حیثیت ۔از: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم ۔

(۹)......درس ترمذی ۔از: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم ۔

(۱۰)......تحفۃ الالمعی ۔از: حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہم ۔

(۱۱)......قاموس الفقہ ۔از: حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی مدظلہم ۔